# پشاور کے اہل حدیث اور حرمتہ تصویر

## اور

## لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ کا مصداق

الحکم کے ناظرین تصویر کے متعلق بہت سے مضامین الحکم میں پڑھ چکے ہیں یہ مضمون اپنی نوعیت اور حیثیت کے لحاظ سے بالکل نرالا اور معنی خیز معقول اور مدلل تھا۔

مگر آج جس رنگ کا مضمون ہم اپنے ناظرین کی دلچسپی کے لیے شائع کرتے ہیں وہ بالکل نیا اور نرالا ہے اور ہم امید کرتے ہیں کہ ہمارے ناظرین اسکو نہایت دلچسپی سے پڑھینگے اور پشاور کے اہل حدیث کوشش کرینگے کہ وہ اس کے متعلق اپنی رائے سے بھی ہمکو اطلاع دیں۔

حضرۃ حجۃ اللہ جری اللہ فی حلل الانبیاء کی جب اول اول عکسی تصویر بنا دیوے یورپ میں اشاعت اسلام کی تجاویز کی تقریب پیدا ہوگئی اور الحکم میں اس کے متعلق اطلاع شائع ہوا تو ہمارے مخالف پارٹی نے ایک طوفان برپا کر دیا اور اس شدومد سے مخالفت کی اور اس مخالفت میں وہ دل آزار اور گندی گالیاں ہمکو دی گئیں کہ جنکی حد و نہایت انھوں نے بزعم خود نہ چھوڑی۔

پشاور کے اہل حدیث میں بھی اس شور و شر کا زور تھا۔ اور غریب احمدیوں کو انھوں نے اس مسئلہ میں بہت کچھ ستایا اور گالیاں دیں خصوصاً ہمارے اس مضمون کے ہیرو نے اس میں بہت بڑا حصہ لیا۔

خدا کی شان کہ یہ بڈھا (جسکی تصویر ہم اس مضمون کے ضمن میں شائع کرتے ہیں) انھیں ایام میں ایک مقدمہ ہار چکا تھا جو فریق مخالف کیطرف سے ہمارے مخدوم و محسن سلسلہ عالیہ کے گرانقدر بلیٹڈر خواجہ کمال الدین صاحب بی اے تھے۔ اور آخر چیف کورٹ تک اپنے مقدمہ میں نامراد ہا توان مخالفوں ہی نے اسے رائے دی کہ وہ ہمارے عزیز بھائی شیخ ہدایۃ اللہ صاحب اپیل بزبان مشورہ لے۔ باوجودیکہ شیخ صاحب موصوف کا پیشہ اپیل نویسی نہیں ہے۔ یہ شخص ان کے خسر منشی عبد الرحمن کی سپارش پر لیکران کے پاس گیا اور اپیل لکھنے کی درخواست کی وہ انکار کرتے تھے اُدھر سے اصرار ہوتا تھا آخر شیخ صاحب نے یہ رائے دی کہ اب اور کوئی صورت میرے خیال میں نہیں آتی بجز اسکے کہ تحت قانون رحم سے مدد لو۔ اور گورنر جنرل کے حضور اپنا اپیل مع تصویر بھیجدو شاید کوئی صورۃ کامیابی کی نکلے چنانچہ وہ فوراً اس تجویز کو پسند کر کے اپنی عکسی تصویر بنوا لایا۔ اور اس ثبوت کے لیے کہ یہ اسی کی تصویر ہے اہل حدیث شہر پشاور کی تصدیق کرا لی گئی۔ ہم اس تصویر کو شائع کرتے ہیں اور ساتھ ہی اس بڈھے الٰہی بخش کی درخواست بھی شائع کرتے ہیں ہمارے نزدیک جیسا کہ ناظرین الحکم واقف ہیں تصویر کی حرمت نسبتی ہے مگر ان اہل حدیث کو جو حضرت اقدس کی تصویر کی مخالفت کرتے تھے کیا ہو گیا تھا جو انھوں نے اسکی حرمت قطعی کا اعتقاد رکھنے کے باوجود ایک ایسا فعل کیا؟ کیا ہمارے اہل حدیث حضرات اسکا جواب دسکیں گے؟ دراصل یہ بھی انی مھین من اراد اھانتک کی ایک شان ہے کاش سعید الفطرت سوچیں اور غور کریں۔

اب ہم بلا تمہید کے بغیر ان کا لفظات کو شائع کرتے ہیں اور پبلک کو دکھانا چاہتے ہیں کہ یہ ہیں ہمارے مخالف۔

ختم کرنے سے پہلے بلحاظ انسانی ہمدردی کے ہم جناب لاٹ کرزن کے حضور یہ عرض کرنا بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ ان کی فیاضی اور ہمدردی اور رحمدلی نے اہل ہند کو اپنا گرویدہ اور مسخر کر لیا ہے کیا عجب کہ وہ اس بڈھے کی حالت زار پر رحم فرما دیں اور دربار تاجپوشی کی خوشی میں اسکی درخواست پر جس نے دین پر دنیا کو مقدم کر کے یہ درخواست پیش کی ہے۔ غور کر سکیں۔

اب ہم میاں میاں الٰہی بخش صاحب کی اصل درخواست پھر انکی تصویر اور اسکی تصدیق میں اہل پشاور کی شہادات پیش کرتے ہیں۔

اگرچہ ہم توقع نہیں کر سکتے کہ دنیا کو دین پر مقدم کرنے والا انسان کامیاب ہو مگر خدا تعالے کی بندہ نوازی اور فضل سے مایوس بھی نہیں ہونا چاہیے۔ اسی فضل کی امید کرتے ہیں کہ لاٹ کرزن کی توجہ منعطف کرانے کی کوشش کرتے ہیں کہ وہ اس سفید ریش پیر نو د سالہ کی حالت پر رحم فرماویں۔

## درخواست الٰہی بخش درزی

### صدر بازار پشاور

## بحضور جناب گورنر جنرل ہند

### دام اقبالہ

بعالیخدمت حضور جناب گورنر جنرل ہند

عالی جاہ

(۱) سائل ایک غریب سفید ریش تنگدست عمر رسیدہ نہایت ادب و عاجزی سے عرض کرتا ہے۔ چونکہ سائل ایک عمر رسیدہ بے اولاد ہے اور سائل کی عمر قریباً نوے سال ہے جو تصویر سے بخوبی ظاہر ہے

(۲) سائل کی بیوی کی عمر بھی قریب قریب یہی ہے جسکی تصویر عام مستورات ہونیکے باعث مرفق نہیں کی گئی

(۳) سائل کی ایک تو اسی عمر آٹھ سال کی جبکہ ہم میاں بیوی دونوں دیکھکر جیتے تھے۔

(۴) سائل کا داماد اور بیٹی فوت ہو چکی ہے از روئے قانون و شرع محمدی کے سائل اسکی خبرگیری و پرورش کا مستحق تھا۔ برخلاف وا دربی اصلی کے سوتیلی بہن کے حوالے عدالت نے کر دی ہے جو نہایت ہی ظلم ہے اور خلاف قانون شرع محمدی کے ہے سوتیلی بہن نے اس واسطے کی ہے کہ لڑکی کے حصہ میں مال ترکہ پدری بطرف میں بہت سا آتیوالا ہے اسواسطے ہمکو محروم کرایا گیا ہے۔

(۵) اگرچہ سائل نے بصیغہ مفلسی میں ہر چند عرصہ ایک سال اس کے لینے سعی کی مگر فریق مخالف نے بباعث دولتمند

ہم سے کے عدالت اپیل چیف کورٹ تک ہمکو محروم کردیا اور ہمارا بچہ ہم سے چھین لیا۔

(۶) سائل اب یہ آخری اپیل حضور پرنور کے پاس جلد قوانین کو چھوڑ کر فقط نواسی الٰہی بیتی صلہ رحم کے حق استحقاق کے بموجب پیش کرتا ہے۔ اور اگر رحم بھی کوئی چیز ہے تو امید ہے کہ حضور والا میری تصویر سفید ریش پر جو کہ باوجود مخالفت ہمارے مذہب کے جو حضور کو رحم دلانے کے لیے اس اپنی آخری عمر میں بنوائی ہے۔ اور دنیا کو دین پر مقدم کیا ہے رحم فرماوینگے

(۷) اور میں شہادت اور ثبوت کے لیے کہ سائل اور اسکی بیوی نہایت غریب اور عمر رسیدہ ہیں صرف اپنی تصویر ہی کو نہیں پیش کرتا۔ بلکہ اپنے بزرگان قوم کی شہادت دستخطی پیش کرتا ہوں۔ جن کے لیے مراد کو پہونچکر حضور کے اقبال و ترقی ملک و مال و جان کو دعائیں دونوں وقت کمترین الٰہی بخش درزی محلہ بازار پشاور ۱۵ نومبر ۱۹۰۲ء

سائل کی حالت غریبانہ اور عمر رسیدہ ہونکی شہادۃ ہمارے بزرگان دین کی مندرجہ ذیل ہیں

میں حلفیہ تصدیق کرتا ہوں کہ سائل ایک غریب اور ضعیف آدمی مظلوم ہے
عبد الرحمٰن بقلم خود

تصویر مذکورہ شخص کی ہے
محمد احمد بقلم خود

عبارت بالفاظ ہندی۔ نور خاں۔
خدا بخش بقلم خود۔ فتح الدین بقلم خود
العبد

پیر فضل الٰہی ساکن بازار پشاور

ابو محمد جمال الدین ڈاکٹر پنشن یافتہ اسسٹنٹ سرجن میڈیکل ہال صدر بازار +

بے شک یہ شخص عمر رسیدہ اور قابل رحم ہے شرع محمدی میں اسکا حق ثابت ہو چکا اسلیے کہ حسن جہاں کے گواہ سے جو مولوی پیش ہوا اُس نے بھی یہی فیصلہ دیا کہ نانی کا حق ہے اور امامن کے مولوی نے بھی امامن کا حق تربیت ثابت کردیا اگر شرع محمدی پر فیصلہ جج صاحب کو منظور نہ تھا تو مولویوں کو کیوں بلایا دوسرا یہ کہ پہلے جج صاحب نے بتسلیم فریقین شرع محمدی پر امر تنقیح مقرر کیا جب وہ بدل گئے تو جج صاحب دوسرے نے برخلاف امر تنقیح فیصلہ دیا اور حاکم بالا نے بلا تحقیق فیصلہ پہلا بحال رکھا اسلیے امامن جو نانی حقیقی ہے لڑکی نابالغہ محبوب جان کی اور الٰہی بخش شوہر امامن کا حقیقی نانا ہے محبوب جان کا قابل رحم ہے اور ظاہر ہے کہ مدار تربیت کا محبت اور شفقت پر ہے اور بغیر ماں کے نانی اور نانا سے زیادہ کوئی شفیق نہیں
العبد

قاضی محمد امام مسجد صدر پشاور +

واقعی یہ شخص نہایت قابل رحم ہے کیونکہ اس کی نواسی خورد سالہ ... ہمشیرہ کی ولایت میں سپرد کی گئی ہے جو قدرتی طور پر اس کی جانی دشمن ہے اور جسکو نابالغہ کے فوت ہو جانے میں فائدہ ہے کہ وہ اس کے حصہ جائیداد کو بھی حاصل کر سکتی ہے۔ اور اسی ہمشیرہ کا شوہر ولی جائیداد نابالغہ مقرر کیا گیا ہے۔ اور وہ دونوں ایسے بے رحم ہیں کہ کبھی اُس نابالغہ لڑکی کو اُس کے نانا اور نانی سے ملنے بھی نہیں دیتے۔ بلکہ منہ دیکھنے تک کے بھی روادار نہیں ہیں۔ قانوناً خواہ کچھ ہی ہو۔ شرعاً و انصافاً نانی اور نانا مستحق ہیں کہ نابالغہ کو تا بلوغ اپنی حفاظت میں رکھیں اور اسکی پرورش وغیرہ کریں
العبد

علی بخش عفی عنہ وکیل مقیم پشاور۔
میں اس کی تصدیق کرتا ہوں
حکیم امین الدین۔

ف ی ص ال ہ ع ف ا ع رہ
د و ل ح و د

بیشک یہ شخص قابل رحم ہے
قاضی عبد اللہ بقلم خود۔
عبد الرؤف بقلم خود۔
غلام محمد بقلم خود

+ یہ ڈاکٹر صاحب سلسلہ عالیہ کے مخالف ضمیمہ شحنۂ ہند کے بڑے معاون اور ہمارے سلسلہ کے سخت دشمن ہیں ایڈیٹر

## ہمارا مقدمہ اور ہمارے ہم عصر

ہمارے مقدمہ کے متعلق جسقدر نوٹ اور اظہار خیالات ہمارے معاصرین نے کیا ہے ہم چاہتے ہیں کہ اس عنوان کے نیچے انپر ایک سرسری نظر کریں۔

**پیسہ اخبار** لاہور کے پیسہ اخبار کو خصوصیت سے ہمارے سلسلہ عالیہ سے عناد ہے اس لئے وہ ہمیشہ جب کوئی رائے زنی کرتا ہے تو اس سے عقدہ حسد کی بو آتی ہے اس مقدمہ پر ریمارک کرتے ہوئے اپنے ۳ جنوری ۱۹۰۳ء کی اشاعت میں یہ ریمارک کیا ہے

"ان مقدمات کے شروع ہونے سے پہلے مولوی کرم الدین صاحب کو غالباً یہ معلوم نہ ہوگا کہ انکے مقابل وہ لوگ ہیں جو مقدمہ بازی میں طاق ہیں اور بات بات پر مخالفوں کو قانونی چارہ جوئی کی دھمکی دیا کرتے ہیں"

ان ریمارکس سے پیسہ اخبار کی غرض یہ ہو کہ وہ عوام اس بدظنی اور مغالطہ میں ڈالے کہ ہم کوئی مقدمہ باز قوم ہیں لیکن پیسہ اخبار کو ایسا لکھتے ہوئے شرم کرنی چاہیئے تھی جب کہ اسے معلوم ہے کہ کسقدر گندی گالیوں سے بھری ہوئی خلاف تحریریں ہمارے خلاف شائع کیگئی ہیں اور کبھی قانونی تعقیب انکو متعلق نہیں لیا گیا یہاں تک کہ کلارک کے مقدمہ میں جب کپتان ڈگلس نے حضرت حجۃ اللہ سے پوچھا کہ کیا آپ انپر مقدمہ چلانا چاہتے ہیں تو آپ نے جواب دیا کہ آپ زور سے بھی بڑھکر کسی چیز سے لکنے کے قابل ہو کہ ہم کوئی مقدمہ کرنا نہیں چاہتے ہمارا مقدمہ آسمان ہی پر دائر ہے۔

اور جسقدر مقدمات ہوئے ہیں ان سب میں ہم کو کھینچکر بلایا گیا نہ یہ کہ ہم خود گئے ہیں اور پیسہ اخبار کا یہ کہنا کہ گویا ہم بات بات پر مخالفوں کو قانونی چارہ جوئی کی دھمکی دیا کرتے ہیں یہ صرف اپنے ہی واقعہ کا اظہار ہے جس سے اس نے اپنی مخالفت کا اپنے منہ سے ہی اقرار کیا ہے اور آئندہ اسے یہ کہنے کا موقعہ نہ ملے گا کہ میں مخالفت کی نظر سے رائے زنی نہیں کیا کرتا۔ مگر پیسہ اخبار کو یہ لکھتے ہوئے بھی شرم نہیں آئی اپنی غلط بیانی کا اعتراف نہیں کیا قانونی چارہ جوئی کو قابل الزام ٹھہرایا ہے بجالیکہ جائز حقوق سے فائدہ اٹھانا شرعاً عرفاً اور قانوناً منع نہیں ہے پیسہ اخبار غالباً ایک گال پر طمانچہ کھا کر دوسری پھیر دینے کی تعلیم کو زیادہ عزت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور کوئی کرتہ مانگے تو چغہ بھی دیدینے کو پسند کرتا ہے اور اس معاملہ میں شاید عیسائی گورنمنٹ سے بھی بڑھ کر اپنے آپ کو یسوع کے پہاڑی وعظ کا پیرو ثابت کرنا چاہتا ہے مگر یہ ساری کہنے کی باتیں ہیں جب عیسائی نہیں کرتے تو پیسہ اخبار کیا اسپر عمل کریگا۔ علاوہ بریں اگر مظلوم ہو کر عدالت سے چارہ جوئی کرنا خطا اور گناہ ہے تو پھر پیسہ اخبار کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جنگیں بھی جو ڈیفنس تھیں عیسائی معترضین کی طرح قابل اعتراض ہونگی اور ہم امید نہیں کرنا چاہتے کہ کوئی مسلمان کہلا کر ایسا عقیدہ رکھ سکے۔ بہرحال ہم کو افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ پیسہ اخبار کی یہ رائے بجز تعصب اور عناد کے اور کوئی پہلو معقولیت کا نہیں رکھتی پھر یہی اخبار ۱۳ جنوری ۱۹۰۳ء کی اشاعت میں جہلم کے مقدمات کے خارج ہونے پر مفصلہ ذیل ریمارک کرتا ہے۔

"اخبار الحکم کے ایک غیر معمولی ضمیمہ سے معلوم ہوا کہ مرزا صاحب قادیانی اور اخبار الحکم پر جو لائبل کے مقدمات جہلم میں دائر تھے وہ خارج ہوگئے۔ مگر جسقدر انکی کامیابی اور فوق العادت نشان اور معجزہ پورا ہونے کا ذریعہ اس مقدمہ کی مخلصی کو بتایا گیا ہے کیا یہ اتنی بڑی بات ہے؟ لنڈن کے اخبار ٹروتھ کو بڑے بڑے معرکہ کے سینکڑوں لائبل کے مقدمات میں کامیابی ہو چکی ہے کہ جنکے سامنے مرزا صاحب کا جہلم والا لائبل ہیچ ہے ایک معمولی عرضی نویس کس مقدمہ کے عرضی دعوے کو دیکھکر اسکی کمزوری کی نسبت رائے دیسکتا ہے"

پیسہ اخبار نے اس نوٹ میں جو کچھ ظاہر کیا ہے وہ بھی اس کے معمولی عناد اور تعصب کا نتیجہ ہے جو اسکو سلسلہ عالیہ سے ہے جیسے پہلے نوٹ میں مقدمات کے تاریک پہلو کو پیش کیا ہے اس نوٹ میں خدا تعالیٰ کے عظیم الشان نشان کو ملیا میٹ کرنے کی کوشش کرتا ہے مگر کیا اسکی پھونکوں سے یہ نور بجھ سکتا ہے؟ کبھی نہیں ہم نے اپنے ضمیمہ میں صاف بتایا ہے کہ مقدمات میں کامیابی بظاہر ایک معمولی بات ہے لیکن یہ معمولی بات نہیں بلکہ فوق العادت نشان ہے کیونکہ مقدمہ کے وجود اور اسباب سے بھی ایک سال پہلے اس مقدمہ کی متعلق پیشگوئی کی گئی اور اس کے انجام سے خبر دیگئی اور پھر مقدمہ کے دائر ہونے سے کچھ عرصہ پہلے متواتر الہامات اس کے متعلق ہوئے اور انجام بھی بتایا گیا یہ سب الہامات ہم چھاپ چکے ہیں اب پیسہ اخبار بتائے کہ کیا یہ انسانی قوت کے اندر ہے کہ وہ اس طرح قبل از وقت پیشگوئی کرے اور نتیجہ سے اطلاع دے۔ تاریخ مقدمہ سے چار روز پیشتر مواہب الرحمٰن میں اسکا نتیجہ شائع کر دیا گیا ہے پھر پیسہ اخبار اسکو معمولی بات کہتا ہے۔

اگر استغاثہ ایسا ہی کمزور تھا کہ معمولی عرضی نویس اسپر یہ رائے دیسکتا تھا تو غالباً پیسہ اخبار نے اپنی دانشمندی صائب تدبیری اہل الرائے ہونے کا موقع کھو دیا۔ بلکہ پیشگو ہونے کا موقع ضائع کر دیا۔ کیوں اس نے قبل از وقت نہ کہدیا کہ نتیجہ یہ ہوگا۔ اس سے پیسہ اخبار کی قانونی قابلیت کا بھی عام شہرہ ہو جاتا۔ اور غالباً پیسہ اخبار کے ناظرین چیف کورٹ کے ججوں سے ایسے قانوندان کے لئے ایڈیٹری کی خدمات کی بجائے قانونی مشورے لینے کی درخواست کرتے۔ اور جبکہ نشان پورا ہو گیا تو اسکو مشتبہ کرنے کیلئے یہ حیلہ تراشا ہے کہ بعد از جنگ یاد آمد بر کلہ خود باید زد کا مصداق ہوئے ہیں ٹروتھ کے لائبل کیس کا حوالہ اس کے مقابل محض بے سود اور بیہودہ ہے ٹروتھ نے کب پیشگوئی کی تھی اور قبل از وقت اپنے مقدمہ کے نتائج سے پبلک کو اطلاع دی تھی۔ علاوہ بریں ٹروتھ کی ہمدرد ساری قوم تھی۔ اور یہاں آریہ۔ عیسائی اور مسلمان قریباً سب کے سب مخالف اور مجموعی کوشش اور ہمت سے نابود کرنیکے خواستگار۔ اسپر قبل از وقت اطلاع دینا اور پھر نتیجہ کا اسیطرح برآمد ہونا پیسہ اخبار کے نزدیک معمولی بات ہے؟ شرم!

پیسہ اخبار خدا تعالیٰ کے نشانوں کو مادہ پرست قوموں کے مقابل ایسا ہی ہیچ سمجھتا ہے تو غالباً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عرب کی اڑائیوں میں کامیاب ہونا بھی اسکے نزدیک نپولین اور ولنگٹن کی کامیابیوں سے بڑھ کر نہ ہوگا۔ بجالیکہ ہمارے نزدیک

**سماچار لاہور**

لاہوری سماچار اسی مقدمہ کے متعلق ۲۶ جنوری کی اشاعت میں کسی خیالی وفادار کی مراسلت درج کرتا ہے کہ "مرزا قادیانی پر نالش ہے انکا طرز تحریر بھی جہانتک پڑھا ہے ملک کیلیے کسی طرح مفید نہیں بلکہ اس ولولہ کو دکھانیوالا ہے جو ملک کو خطرہ میں ڈالنے والا ہے اگر عدالت نالش کو سچا سمجھے تو مناسب ہے کہ سزا عبرت انگیز دیوے تاکہ ملک ایسے شخصوں سے جسقدر پاک رہے ملک اور گورنمنٹ دونوں کے لیے مفید ہے۔"

ہم حیران ہیں کہ ایسے وفادار کو غدار کیوں نہ کہیں جو خلاف واقعہ ایک امر کو پیش کرتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ملک اور قوم میں پاکیزگی اور طہارت کو پھیلانے کیلیے جو خرابیاں اور قباحتیں **نیوگ** کی بنا کی گئی ہیں وہ سماچار کے وفادار کو ناگوار معلوم ہوئی ہیں ورنہ کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آسکتی کہ وہ اس قسم کا ریمارک کرتا۔ شاید یہی وجہ ہے کہ وفادار صاحب نے بسبب پردہ گالیاں دینا پسند کیا ہے۔

ہم یقیناً کہتے ہیں کہ پردہ نشین وفادار نے حضرت اقدس کی تحریروں کو قطعاً نہیں پڑھا ورنہ اسکو اس قسم کی لے زنی سے شرم آتی اسے معلوم نہیں کہ حضرت مرزا صاحب گورنمنٹ انگلشیہ کے ایک قدیم وفادار اور دوست خاندان کی یادگار ہیں اور ایسے لوگوں کے وجود سے (خاک بدہنش) ملک کو پاک کرنا ملک اور گورنمنٹ کیلیے مفید بتاتا ہے جس کے دوسرے الفاظ یہ معنی ہیں کہ گورنمنٹ اپنے وفادار دوستوں کو الگ کرکے غداری کا بیج بونے والے محسن کشوں کو اپنی چالاکیوں کا موقع دے اور یوں بدظن کرے کہ وہ اپنی وفادار رعایا سے یہ سلوک کرتی ہے۔ اس قسم کی تحریروں پر گورنمنٹ کو غائر نظر سے نگاہ کرنی چاہیے پردہ نشین وفادار کو کیا معلوم نہیں کہ دو لاکھ انسانوں کے دل سے خونی مہدی اور خونی مسیح کا عقیدہ دور کرکے اور جہاد کی حرمت کا یقین دلا کر گورنمنٹ کے نیچے ایک سچی وفادار قوم کو طیار کرنے والا یہی وجود باجود ہے جس کے خلاف وہ ایسی خطرناک تحریر کرتا ہے۔ اسے معلوم نہیں کہ جسقدر یہ جماعت ترقی کریگی اسی قدر گورنمنٹ کے مخلص وفادار رعایا کی تعداد بڑھتی جاویگی۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ دوسری رعایا وفادار نہیں مگر ہم یہ ضرور کہتے ہیں کہ اس قوم کی وفاداری مذہب کے رنگ میں ہے جو وفاداری کی دوسری تمام صورتوں سے بڑھ کر مستحکم اور مضبوط ہے۔ عدالت نے مقدمہ کو خارج کر دیا ہے اور اب ایسی رائے دینے والے کا ضرور گورنمنٹ کو لحاظ کرنا چاہیے جو ملک و قوم کے ایک خیرخواہ گورنمنٹ کے مخلص دوست کی نسبت ایسی بدترین رائے قائم کرتا ہے

---

**سراج الاخبار جہلم**

جہلم کا سراج الاخبار ۱۹ جنوری کی اشاعت میں بہ ذوکل میں جو کچھ تحریر کرتا ہے اسکے متعلق ہمکو تعجب ہے کہ کیا کہیں۔ جہلم میں قریباً پچیس تیس ہزار مخلوق حضرت حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعودؑ کی زیارت کے لیے جمع ہوئی تھی مگر سراج الاخبار کا عجیب گو ایڈیٹر بیان کرتا ہے کہ یہ مخلوق مولوی کرم الدین کی زیارت کو جمع ہوئی تھی۔ ہم اس کے متعلق کچھ کہنا غیر مناسب سمجھتے ہیں خود مولوی کرم الدین کو غالباً اس تعریفی تحریر کو پڑھکر شرم آئی ہوگی کہ کیا وہ اس سے پہلے کبھی جہلم میں نہیں آئے تھے اگر ان میں ایسا ہی جذب اور کشش تھی تو کیوں سراج الاخبار نے پہلے یہ نہیں لکھا کہ اسقدر انبوہ ان کے دیدار کے لیے جمع ہوا۔ حضور صاؑ اس دن ہوتا جب وہ یہ عظیم الشان معرکہ کا مقدمہ دائر کرنے کے لیے جہلم آئے ہونگے؟ اگر اُسدن لوگوں کو معلوم نہیں ہوا تھا تو پھر اُسدن ہی کوئی کثیر گروہ ہوتا جب کہ سراج الاخبار کے دفتر میں وارنٹ کی تعمیل ہورہی تھی۔ اور پھر مولوی کرم الدین جبکہ گوردوسپور تشریف لائے تھے وہاں اُن کی مقناطیسی جذب کی قوۃ کہاں گئی تھی شاید ایڈیٹر سراج الاخبار کی معیت نے سلب کر دیا ہوگا۔ ورنہ کوئی وجہ نہ ہوسکتی تھی کہ گوردوسپور میں انکی اتنی ہی قبولیت نہ ہوتی جس قدر جہلم میں ہوئی بیان کی گئی ہے مولوی کرم الدین صاحب ایڈیٹر سراج الاخبار کو اس کیفیت سے بھی مطلع کردیں جو جہلم سے واپس آتے ہوئے مختلف راہ کے سٹیشنوں پر انھوں نے دیکھی تھی کیا ایڈیٹر صاحب یہ ذکر کرینگے کہ وہ بھی مولوی کرم الدین ہی کے لیے تھی حضور صاؑ واد آباد کی باغ کے سٹیشن کا ضرور ذکر کریں جناب مولوی کرم الدین صاحب اُس سے تھے اور دیکھیں کہ کتنی گلیاں اُنکے انتظار میں موجود نہیں؟ اور لاہور کے کسقدر ہجوم استقبال کو حاضر تھا۔ ہم شوق سے سراج الاخبار کے آیندہ نوٹ کا انتظار کرینگے۔ اس مضمون کے متعلق ہم بہت تفصیل سے لکھنے کا ارادہ رکھتے ہیں انشاء اللہ حضور صاؑ مقدمہ کے متعلق جو ایڈیٹر صاحب نے رائے دی ہے اُسپر گورنمنٹ کے ذمہ وار افسروں کو اپنے وقت پر توجہ دلائیں گے اتنا اور پوچھنا چاہتے ہیں کہ مقدمہ خارج

---

**پیسہ فولاد لاہور**

ہمارے معزز ہمعصر پیسہ فولاد نے اگرچہ مقدمہ کے متعلق کوئی ریمارک نہیں کیا ہم حضرۃ اقدس کے سفر جہلم پر ایک نوٹ جو کسی دوسرے شخص کے چشم دید کا واقعہ کا اُنہا ہے اپنے ایڈیٹوریل کالم میں درج کیا ہے۔ چونکہ وہ پوری دیانت داری اور ہمدردی سے لکھا گیا ہے ہم اسکو بلاکم وکاست درج ذیل کرتے ہیں۔

**مرزا صاحب وزیرآباد کے سٹیشن پر**

۱۵ جنوری کو دوپہر کے بعد جہلم کی واپسی پر مرزا غلام احمد صاحب قادیانی وزیرآباد پہنچے باوجودیکہ نہ انہوں نے مشتہر کیا تھا۔ اور نہ کسی کو اطلاع دی تھی۔ اور صرف سٹیشن پر ہی چند منٹوں کا قیام تھا۔ پھر بھی دیکھو سٹیشن کے پلیٹ فارم پر خلقت کا وہ ہجوم تھا کہ تل دھرنے کو جگہ نہ ملتی تھی۔ اگر سٹیشن ماسٹر صاحب جو نہایت خلیق اور ملنسار ہیں خاطر خواہ اپنی حسن انتظامی سے کام نہ لیتے تو کچھ شک نہیں کہ اکثر آدمیوں کے کچل جانے اور یقیناً کئی ایک کے کٹ جانیکا اندیشہ تھا مرزا صاحب کے دیکھنے کے لیے ہندو اور مسلمان یکساں شوق اور یکساں دلی کشش سے موجود تھے۔

مولوی ثناء اللہ امرتسری جنکو تازہ مولوی فاضل کا طرہ لگ گیا ہے ۱۰ جنوری ۱۹۰۳ء کو اپنی تحقیقات کے جوش سے قادیان آئے تھے جسکو ہم بطور ضمیمہ الحکم کی کسی پچھلی اشاعت میں درج کر چکے ہیں۔ اگرچہ ہمارا کوئی ارادہ نہ تھا کہ اس کارروائی پر کوئی ریمارک کریں کیونکہ ہم کسی حریص شہرت کو اس قابل نہیں سمجھتے کہ اس کے متعلق کوئی تذکرہ الحکم کے قیمتی کالموں میں کریں اور اگر ہم نے کبھی اس کے متعلق کچھ لکھا ہے تو محض اس خیال سے کہ پبلک کسی مغالطہ میں نہ پڑے ورنہ ہم ہمیشہ ایسے لوگوں سے احتراز اولیٰ کرتے ہیں اور الحکم جیسے اخبار کے کالموں میں انکا تذکرہ انکو وقعت دینا ہے لیکن جب ہم نے مولوی فاضل اور انکی ذریت کے اخبار دیکھیں اور فتح قادیان نام پمفلٹ میں اس سفر کے حالات شائع کئے تو ہم نے ضروری سمجھا کہ اصل واقعات کو پبلک کے سامنے رکھدیا جاوے اور ان امور کو ظاہر کر دیا جاوے جو ان تحریروں میں چھپائے گئے ہیں خصوصاً اس لئے بھی ہمنے ضروری سمجھا کہ اور مجھے مولوی فاضل نے ہمیں معلوم ہوا ہے کہ قادیان کے بعض گمنام لوگوں سے پرچا ہے کہ ان کے آنے کا مرزا صاحب کے مریدوں پر کیا اثر پڑا ہمیں تعجب ہے کہ اگر قادیان ہی میں وہ اثر معلوم ہو چکا تھا پھر اسکو کرید دریافت کرنیکی کیا ضرورت تھی کیا وہ وہ اشتہار جو حضرۃ حجۃ اللہ کے دو مخلص خادموں کے قادیان سے نکلنے سے پہلے اس اثر کے ظاہر کرنیکو کافی نہ تھا جسمیں ان سے منہاج نبوۃ پر پیشگوئیوں کی تنقیح کی تحقیق اور وفات مسیح کا فیصلہ چاہا گیا تھا؟ کیا یہ اثر ان کے لیے کافی نہ تھا کہ حضرت حجۃ اللہ کے ایک خادم نے ان کے مکان پر پہونچکر ان طریقوں سے فیصلہ چاہا جو راستبازوں اور خدا کے برگزیدوں کے لیے مقرر ہیں۔ اور وہ کچھ جواب نہ دے سکے ہم اس سلسلہ مضمون میں وہ سب کچھ درج کرینگے اور انکو وہ اثر محسوس کرا دینگے جو حضرۃ حجۃ اللہ کے مریدوں پر ان کے آنے سے ہوا انشاء اللہ مقابلے۔ ایک اور امر بھی بیان کرنے کے قابل ہے کہ ہم نے اس مضمون کا عنوان کیا تجویز کیا ہے جو انہوں نے مولوی فاضل نے اپنی ابجدی کاتنگ میں حلول فرما کر کیا ہے یعنی **فتح قادیان** جس کے معنی یہ ہیں **قادیان کی فتح** اور یہ بالکل سچ ہے کہ قادیان (جیسے عام مفہوم مذہب کے لطائف کے موافق سلسلہ عالیہ احمدیہ ہی ہوتا ہے) ہی کی فتح ہے۔ اب ہم پہلے اعجاز احمدی کے وہ فقرات درج کرنے مناسب سمجھتے ہیں جنہیں انہوں نے مولوی فاضل کو قادیان آنے کی دعوۃ دیگئی ہے۔ اعجاز احمدی کی یہی باتیں مولوی ثناء اللہ نے مقام مد کے مباحثہ میں پیش کی تھیں ان باتوں سے ہر ایک خدا ترس سمجھ سکتا ہے کہ کہاں تک ان مولوی صاحبان کی نوبت پہونچ گئی ہے وہ **جوش تعصب سے منہاج نبوۃ کو اور اس معیار کو جو نبیوں کی شناخت کے لیے مقرر ہے پیش نظر نہیں رکھتے** ناظرین اس فقرے کو خوب یاد رکھیں، وہ ہر ایک اعتراض انکا جھوٹ اور شیطانی منصوبہ ہوتا ہے اگر وہ سچے ہیں (یعنی ان کے اعتراض جھوٹے اور شیطانی منصوبے نہیں ہیں) تو منہاج نبوۃ کی نگاہ سے کرتے ہیں (ایڈیٹر) (اسکو ثناء اللہ کی ذریت نے عمداً چھوڑا گیا ہے) تو قادیان میں آکر کسی پیشگوئی کو جھوٹا تو ثابت کریں اور ہر ایک پیشگوئی کے لیے ایک سو روپیہ انعام دیا جائیگا اور آمد و رفت کا کرایہ علیحدہ۔ لیکن اس **تفتیش کے وقت منہاج نبوۃ کو معیار صدق و کذب کے لیے ٹھہرا دیں** دوسرا فقرہ یہ جو ان کے تحریر کا مبطل تھا (اسے مولوی ثناء اللہ صاحب کی ذریت نے عمداً چھوڑا ہے (ایڈیٹر)

پھر صفحہ ۲۳ اعجاز احمدی کے وہ فقرات جنکو مولوی ثناء اللہ ۔۔۔ اپنی دعوۃ کے متعلق سمجھتا ہے) یہ ہیں۔ اور مولوی ثناء اللہ نے موضع مد میں بحث کے وقت یہی کہا تھا کہ سب پیشگوئیاں جھوٹی نکلیں اس لیے ہم انکو مدعو کرتے ہیں اور خدا کی قسم دیتے ہیں کہ وہ اس **تحقیق کے لیے قادیان میں آویں اور تمام پیشگوئیوں کی پڑتال کریں** اور ہم قسم کھا کر وعدہ کرتے ہیں کہ **ہر ایک پیشگوئی کی نسبت جو منہاج نبوۃ کی رو سے جھوٹی ثابت ہو** ایک سو روپیہ انکی نذر کرینگے ورنہ ایک خاص تحفہ لعنت کا ان کے گلے میں رہے گا اور آمد و رفت کا خرچ بھی دیں گے اور **کل پیشگوئیوں کی پڑتال کرنی ہوگی تا آئندہ کوئی جھگڑا باقی نہ رہ جاوے اور اسی شرط سے روپیہ ملیگا اور ثبوت ہمارے ذمہ ہوگا** (یہ تیسرا اور تخمیناً ان فقرہ ہے جو عمداً چھوڑا گیا ہے کیونکہ اس سے اصل حقیقت کھلتی ہے (ایڈیٹر)

جن فقرات کو ہم نے جلی قلم سے لکھا ہے یہ عمداً ان تحریروں میں چھوڑے گئے ہیں جو مولوی ثناء اللہ اور انکی ذریت نے شائع کی ہیں۔ ان فقرات کو پڑھ کر ناظرین بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ حضرۃ اقدس علیہ الصلوۃ والسلام نے اعجاز احمدی میں جو دعوۃ کی تھی (قطع نظر اس کے کہ اسکی آخری تاریخ کیا تھی) ہمیں مندرجہ ذیل امور متعلق دعوۃ ہیں

اول۔ قادیان آکر پیشگوئیوں کی تفتیش کرنے میں منہاج نبوۃ کو ہاتھ سے نہ دیا جاوے بلکہ اسی کو معیار صدق و کذب ٹھہرایا جاوے۔

دوم قادیان بغرض تحقیق آئیں نہ بغرض مباحثہ۔ مباحثہ کی دعوت کا مفہوم کسی ایک فقرہ اور جملہ سے

انوار احمدیہ پریس قادیان باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر کے چھپکر شایع ہوا

پایا نہیں جاتا۔

ساری دعوۃ میں اس امر پر زور دیا گیا ہے کہ پیشگوئی کی تحقیق زیر تال منہاج نبوۃ پر ہوگی اور اسکا ثبوت حضرۃ حجۃ مسیح موعود علیہ السلام کے ذمہ ہوگا۔ جس سے صاف پایا جاتا ہے کہ مولوی ثناء اللہ کا صرف اتنا کام ہوگا کہ وہ پیش از حضرۃ حجۃ اللہ اپنی اُن تمام پیشگوئیوں کو جو نزول المسیح وغیرہ کتب میں درج ہیں منہاج نبوۃ پر ثابت کر کے دکھا دیتے +

لیکن اب ہمکو یہ دیکھنا اور دکھانا ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب جو قادیان آئے تو کیا انھوں نے حضرت حجۃ اللہ کی دعوت کے موافق اُن سے مطالبہ کیا؟ اور کیا اگر وہ درخواست دعوت اعجاز احمدی کی موافق تھی تو حضرت حجۃ اللہ نے اسے کہاں تک پورا کیا؟ اور اگر درخواست دعوۃ کے موافق نہ تھی پھر اعلیٰحضرت نے کہاں تک شفقت اور رحم سے سلوک کیا؟

یہ امور ہیں جو اس سفر قادیان میں تنقیح طلب ہیں + ان امور پر بحث کرنے سے پہلے یہ ضروری ہے کہ پہلے وہ کل روئداد درج کر دی جاوے اس لیے پہلے ہم مولوی ثناء اللہ صاحب کا رقعہ پھر حضرت حجۃ اللہ کا جواب پھر مولوی ثناء اللہ کا جواب الجواب اور حضرۃ حجۃ اللہ کیطرف سے آخری حجت درج کریں گے اور اسکے بعد ثناء اللہ کے معترضانہ منصوبہ کا اقتباس جو مندرجہ بالا تنقیح طلب امور کے متعلق ہے + اور اس کے بعد ہمارا ججمنٹ ہوگا۔ چونکہ اس نمبر کے پرچہ میں جگہ باقی نہیں اس لیے ہم نے خط و کتابت مولوی ثناء اللہ اور حضرۃ اقدس کو ہمیں درج کرنا ملتوی کر دیا ہے انشاء اللہ نمبر آئندہ میں درج کریں گے۔



# تازہ الہام اور رؤیا

اول الہام

۵ر جنوری ۱۹۰۳ء کی شب کو مقام ... الہام ہوا اُرِیک برکات من کل طرف ۔ ہمکو ہر طرف سے برکات دکھاؤں گا۔

۱۵ر جہلم سے واپسی پر گکھڑ کے سٹیشن پر الہام ہوا الشکر لله علی کل شیء ۔ اللہ نے ہمکو پھر سے اختیار کر لیا ہے۔

۱۹ر جنوری واپس قادیان آکر الہام ہوا (تین) آفات آیات ۔ عجوبہ گون نشانات۔

۲۴ر بوقت سحر کشف الہام ہوا دکھایا گیا تفصیل ما صنع الله فی هذا الباس بعدما اشعته فی الناس ۔ ان کا ترجمہ تفصیل جو خدا تعالیٰ نے اس جنگ میں کیے ہیں پیدا ہونے کے بعد اس کے کر دینے ان پیشگوئیوں کو شائع کیا ہے

۲۸ر کی شب کو الہام ہوا غاسق الله ۔ حضرت حجۃ اللہ کی منکوحہ محلی میں صاحبزادی پیدا ہوئی ہے اس کے بعد یہ الہام ہوا جس سے اجتہادی طور پر یہ الہامی طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ کوئی اُنکا پیدا ہونیوالا لڑکا ...

ان الله مع عبادہ یواسیک ۔ بیشک اللہ اپنے اُن بندوں کے ساتھ ہے جو تیرے ساتھ مواسات و ہمدردی کرتا ہوا ...

۲۹ر کی صبح کو الہام ہوا ساکرمک اکراما عجیبا ۔ ہم عنقریب تیرا اکرام کرینگے اکرام عجیب ۔ فرمایا اس الہام کے ساتھ ہی بحالت رؤیا دیکھا کہ ایک نہایت خوبصورت جبہ میری جانب میں ہے ۔ میں نے کہا کہ اسکو عید کے دن پہنوں گا۔

(دوم رؤیا)

۱۹ر جنوری ۔ دیکھا کہ میں مصر کے دریائے نیل پر کھڑا ہوں اور میرے ساتھ بہت سے بنی اسرائیل ہیں اور میں اپنے آپکو موسیٰ سمجھتا ہوں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہم بھاگے آتے ہیں نظر اٹھا کر پیچھے دیکھا تو معلوم ہوا کہ فرعون کا لشکر کثیر ہمارے تعاقب میں ہے اور اسکے ساتھ بہت سامان مثل گھوڑے گاڑیوں رتھوں وغیرہ کے ہے اور وہ ہمارے بہت قریب آگیا ہے میرے ساتھی بنی اسرائیل بہت گھبرائے ہوئے ہیں اور بعض بیدل ہو کر چلاتے ہیں کہ اے موسیٰ ہم تو پکڑے گئے ۔ تو میں نے بلند آواز سے کہا کلّا ان معی ربّی سیھدین ۔ اتنے میں بیدار ہوا تو زبان پر الہام یہی الفاظ تھے۔

۲۴ر کو فرمایا میں نے دیکھا کہ اندر دروازہ کا ... آگیا ہے وہ بڑا لمبا اور خوبصورت ہے پھر میں نے غور سے دیکھا تو وہ بندوق ہے اور یہ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ بندوق ہو بلکہ اسمیں پوشیدہ نالیاں بھی ہیں ۔ مگر بظاہر ہونا معلوم ہوتا ہے کہ بندوق بھی ہے۔

اور پھر دیکھا کہ خواجہ علم جو بوعلی سینا کے وقت میں تھا تیر کمان میرے ہاتھ میں ہے بوعلی سینا بھی پاس ہی کھڑا ہے اور اس تیر کمان سے ایک شیر کو بھی شکار کیا۔

## سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تازہ خبریں

۱۔ ہفتہ زیر اشاعت میں دار الامان میں بارش ہو گئی ہے۔

۲۔ ۲۸ر جنوری کو ۲ بجے حضرت اقدس کے گھر میں صاحبزادی پیدا ہوئی ۔ اللہ تعالیٰ اسکی پیدائش مسعودہ کو مسعود اور بابرکت بنائے اور حضرت ام المومنین علیہا السلام کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہو اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے لیے مبارک ۔ آمین

۳۔ سفر جہلم کے مقدمہ کے نتیجہ سے ہم اطلاع دے چکے ہیں مفصل حالات بطور ضمیمہ شائع ہونگے ۔ مولوی کرم الدین نے مقدمہ کے خارج ہونے پر نگرانی کی ہے اور ایک جدید مقدمہ دائر کیا ہے۔

۴۔ گورداسپور کے مقدمات کی تاریخ ۳ر فروری اور ۲۴ر فروری ۱۹۰۳ء مقرر ہوئی ہے نتائج سے اطلاع دیجاویگی۔

۵۔ سفر جہلم میں قریباً آٹھ سو مرد و عورت نے آنحضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام کے ہاتھ پر بیعت توبہ کی

بعض اہم و ضروری مضامین کی وجہ سے ہم ڈائری درج نہیں کر سکے ۔ مقدمہ کے حالات جو بطور ضمیمہ شائع ہوں گے انکو ہم نے مناسب سمجھا ہے کہ وہ دوسرے ہفتہ ۸ صفحہ کتابی شکل پر ناظرین کو الحکم کے ساتھ پہونچا دیں لیکن اگر الحکم کا پانچسو خریدار ایسی آجاویں کہ انکو الگ کتاب کی صورت میں جلد دیا جاوے تو ہم دو ہفتہ کے اندر کل کتاب چھپا کر انشاء اللہ دے سکتے ہیں کتاب کی صورت میں قیمت صرف ۳ر ہوگی۔

## ناظم ندوہ سے خط و کتابت

ندوۃ العلماء کے گزشتہ اجلاس کے متعلق ابھی تک ہمارے ریمارکس ختم نہیں ہوئے اور قلت گنجائش کی وجہ سے عجب نہیں کہ ہم کو وہ سلسلہ ختم کرنا پڑے لیکن ناظم ندوہ سے جو خط و کتابت ہمارے ایک مکرم بھائی نے کی ہے وہ بجائے خود دلچسپی سے خالی نہیں اس لیے ہم چاہتے ہیں کہ اسے ذیل میں درج کر دیں۔ ایڈیٹر

جناب ایڈیٹر صاحب۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ ذیل میں ہم ایک خط و کتابت درج کرتے ہیں جو ہمارے اور مولوی محمد علی صاحب کانپوری ناظم ندوہ سے ہوئی ہے اسکو بعد میں ثابت کرینگے کہ مولوی صاحب موصوف نے ہمارے خط کے جواب دینے میں تقوی کی راہ کو کیونکر چھوڑ دیا ہے۔ اور ان خطوں کو شائع کرا کر ہم یہ چاہتے ہیں کہ علمائے ندوہ ہمارے سوالات کا جو کہ مقاصد ندوہ پر کیے ہیں جواب دیں اور ہمارا اطمینان کریں یا ہمارے سوالات کو حق مان لیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ کیا علمائے ندوہ میں کوئی بھی ایسا ہے جو تقویٰ کی راہ کو اختیار کر کے ان سوالات کا جواب دے یا میرے سوالات کا حق ہونا مان لے

### پہلا خط جو میں نے مولوی محمد علی صاحب کو لکھا ہے وہ یہ ہے۔

۳۰ اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء  از طرف
سید ابا دہ حسین احمدی

جناب مولانا مولوی محمد علی صاحب مکرم بندہ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ چند سوالات مقاصد ندوۃ العلماء پر ہیں جو آپ کی خدمت میں روانہ کیے جاتے ہیں۔ مہربانی فرما کر انکے جواب سے مطلع فرمائیے۔ میں بیس روز تک جواب کا منتظر رہونگا اگر اس عرصہ میں یہ خط ردی کی ٹوکری میں ڈالا جائیگا (؟) انتظار کروں گا اسکے بعد میں اخباروں کے ذریعہ سے علمائے ندوہ سے تشفی چاہونگا۔

(سوالات)

۱ مقصد دوئم ندوۃ العلماء میں ہے کہ ندوۃ العلماء کا یہ مقصود نہیں کہ ان تمام مختلف گروہوں کو ایک کر دے کیا یہ مقصد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقصد کے موافق ہے؟ کیا اسلام کا یہ مقصد نہیں کہ ہر ایک باطل کی ابطال کی جائے اور ہر ایک حق کی حقانیت کی جائے اور اصلی اور سچا اسلام شائع کیا جائے؟ کیا اسلام اختلاف کو مٹانے نہیں آیا ہے؟ کیا ندوہ کا یہ فرض نہیں ہے کہ سچائی کو ظاہر کرے اور جھوٹ کی تردید کرے؟ تو پھر کیوں ندوہ اسلام اور بانی اسلام کے مقصد کے خلاف مقصد قائم کرتا ہے اور کوشش کرتا ہے کہ سارے مسلمان اس مقصد کو یعنی اسلام اور بانی اسلام کے مقصد کو ملیا میٹ کریں؟۔ اب خیال فرمائیے کہ یہ شش سینہ علی سے بڑھ کر کون ظلم ہے جو ایک بڑے گروہ کو تباہ کر رہا ہے؟ اگر مجھی ندوہ کا یہ بھی ایک مقصد ہونا چاہیے کہ باطل فرقہائے اسلام کی بیخ بنیاد سے بیخکنی کرے دہاں یہ صحیح ہے کہ انھیں دنگا مشتی اور سب و شتم نہیں چاہیے بلکہ اسطریقہ پر چاہیے جو قرآن سے تعلیم فرمایا ہے) تو اگر ندوہ کا یہ بھی مقصد ہے کہ ہر ایک باطل فرقہائے اسلام کی بیخکنی کی جائے تو سوال یہ ہے کہ ندوۃ العلماء جو مختلف فرقہائے اسلام کے علماء کی جماعت ہے کس فرقہ کو صراط مستقیم پر سمجھتی ہے؟

۳ تیسرے مقصد سے ظاہر ہوتا ہے کہ ندوہ کی یہ خواہش ہے کہ قرآن مجید کے اعجاز و اسرار کی تعلیم پر توجہ کیجائے۔ تو سوال یہ ہے کہ کیا شیعوں کے اعجاز و اسرار کی تعلیم پر توجہ کی جائے گی جو من گھڑت شان نزول اور تاویل باطل کی بنیاد پر قائم ہے جس سے خلافت بلا فصل حضرۃ علی ثابت کرتے ہیں اور شیخین کو معاذ اللہ غاصب وغیرہ قرار دیتے ہیں۔ یا سنیوں کے اعجاز و اسرار جس سے وعدہ استخلاف وغیرہ کی متعدد پیشگوئیاں حضرۃ صدیق و حضرۃ عمر میں پوری ہوئیں اور پھر ان دونوں بزرگوں کے ذریعہ سے قرآن کریم کی سیکڑوں پیشگوئیاں پوری ہوئیں۔ یا وہابیوں کے علاوہ اسرار یا خارجیوں کے؟ غرض ندوۃ العلماء جو مختلف گروہوں کے علماء کی جماعت ہے کون سے اعجاز و اسرار کی تعلیم کیطرف توجہ کریگی؟

۳ چوتھا مقصد ندوہ کا یہ ہے کہ علوم دینیہ کی تعلیم دیجائے۔ تو میں پوچھتا ہوں کہ کیا سنیوں کے علوم دینیہ جو مقلدوں اور غیر مقلدوں اور مجتہدوں حدیثوں اور لاکھوں مقلدوں کی تقلید کو نہ بتنقل ہے یا وہابیوں یا خارجیوں یا نیچریوں یا سنیوں کے علوم دینیہ کی تعلیم دیجائیگی؟ الغرض ندوۃ العلماء جو مختلف گروہوں کے علماء کی جماعت ہے کون سے علوم دینیہ کی تعلیم دینا چاہتی ہے؟

۵ پنجم مقصد ندوہ کا اشاعت اسلام ہے لیکن یہ اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ کون سا اسلام اشاعت کیا جائے گا؟ آیا شیعوں کا اسلام جس میں خدا کے سوا علی بھی مشکلکشا ہیں اور عیسائیوں کے کفارہ کے مسئلہ کیطرح حسین بھی ہمارے گناہوں کے کفارہ میں شہید ہوئے اور اپنے محضر نامہ کو پیدا کیا۔ خدا کا یہ مقصد تھا کہ علی خلیفہ بلا فصل ہوں اور اسکی خبر برابر نبیوں کے ذریعہ دیتا رہا۔ پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو برابر تاکید پر تاکید کرتا رہا۔ اور اسکی یہی آرزو تھی کہ علی ہی جو حضرت نوح کو طوفان سے بچانیوالے اور حضرۃ ابراہیم کو نار سے چھڑانے والے اور عیسٰی وغیرہ تھے خلیفہ بلافصل ہوں۔ لیکن شیخین وغیرہ نے ایک مورۃ کے ذریعہ سے ان تمام ارادوں کو خاک میں ملا دیا۔ سارے پیغمبروں کو الٹ دیا اور ہمیشہ مقدسوں اور خدا کے برگزیدہ پیاروں کو رونا اور دانت پیسنا ہوا اور کبھی انکو خدا سے مدد نہیں آئی۔ کبھی خدا کو اپنے برگزیدوں کے لیے غیرت نہیں آئی۔ یا سنیوں کا اسلام کہ خدا واحد لاشریک ہے اور کسی کام اور صفت میں کوئی شریک نہیں اور اس نے ہمیشہ اپنے رسولوں برگزیدوں کو نصرت دی ہے۔ اور جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کل مقصدوں میں ارادوں میں کامیاب ہوئے اور انکا برگزیدہ صدیق اکبر وغیرہ استخلاف وغیرہ وغیرہ کے موافق اپنے آقا کی مسند پر جا گزین ہوا اور اسطرح خدا کا کلام اور کام پورا ہوا اور پیغمبر کے

# کلمات طیبات

## حضرۃ امام آخر الزمان سلمۂ الرحمان

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

غرض یہ بات بالکل صاف ہے کہ مسیح موعود کو اللہ تعالےٰ اس وقت بھیجے گا جب صلیب کا غلبہ ہوگا جس سے مراد یہ ہے کہ صلیبی دین کا فتنہ بڑھا ہوا ہوگا۔ اسکی اشاعت اور توسیع کے لیے ہر ایک قسم کے حیلوں کو کام میں لایا جاوے گا اور دنیا میں وہ ظلم و زور جسکا دوسرے لفظوں میں شرک اور مردہ پرستی نام ہو سکتا ہے پھیلایا جاوے گا۔ اسوقت اللہ تعالےٰ جس شخص کو بھیجے گا اس کا کام یہی ہوگا کہ اس ظلم و زور سے دنیا کو پاک کرے اور مردہ پرستی اور صلیب پرستی کی لعنت سے دنیا کو بچائے اسطرح پر وہ صلیب کو توڑیگا۔ بظاہر یہ تناقض معلوم ہوتا ہے کہ اس کے کاموں میں سے یضع الحرب بھی لکھا ہے کہ وہ لڑائیاں نہ کرے گا اور صلیب کے توڑنے میں لڑائیوں کی ضرورۃ ہے؟ یہ تناقض سطحی خیال کے آدمیوں کو نظر آتا ہے اور جنہوں نے مسیح موعود کی آمد اور بعثت کی غرض کو ہرگز نہیں سمجھا حالانکہ یضع الحرب کا لفظ ہی کسر صلیب کی حقیقۃ کو بتاتا ہے کہ اس سے مراد جیسا کہ میں نے ابھی بیان کیا ہے لکڑی یا دوسری چیزوں کی صلیبوں کو توڑنا نہیں بلکہ صلیبی ملۃ کی شکست ہے۔ اور ملۃ کی شکست بیّنہ اور براہین سے ہوگی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے لیہلک من ھلک عن بیّنۃ۔

بہرحال ہمارے مخالف علماء جو مسیح کی حیٰوۃ میں وسعت غلو کرتے ہیں اگر ٹھنڈے دل سے اور خدا تعالیٰ کے حضور حاضر ہونے کا یقین رکھکر ان باتوں کو سوچتے تو یقیناً ان کو اس کے سوا چارہ نہ ہوتا کہ وہ میرے پیچھے ہو لیتے۔ وہ دیکھتے کہ صدی کا سر آ گیا بلکہ اس میں سے اٹھارہ سال گذرنے کو آ گئے ہیں اور صدی پر مجدد کا آنا ضروری ہے ورنہ اسکا ماہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب لازم آتی ہے۔

اور جب وہ نصاریٰ کے فتنہ پر نظر کرتے تو انکو نظر آتا کہ اس سے بڑھ کر اور کوئی آفت اور فتنہ اسلام کے لیے کبھی پیدا نہیں ہوا ہے بلکہ جب سے نبوۃ کا سلسلہ شروع ہوا ہے ایسا خطرناک فتنہ کبھی نہیں اٹھا۔ فلسفیانہ رنگ میں الگ طبی رنگ میں الگ مذہب پر زد ہے ہر شخص جو کسی فن میں کسی علم میں کوئی دسترس رکھتا ہے وہ اسی پہلو سے اسلام پر حملہ کرنا چاہتا ہے مرد عورتیں واعظ ہیں اور وہ مختلف تدابیر سے اسلام سے بیزاری پیدا کرنی چاہتے ہیں اور عیسائیت کیطرف لوگوں کو مائل کرتے ہیں شفاخانوں میں جاؤ تو دیکھو گے کہ دوا کے ساتھ عیسوی دین کا وعظ ضرور کیا جاتا ہے اور بسا اوقات ایسا ہوا ہے کہ بعض عورتیں اپنے شفاخانہ میں علاج کے لیے داخل ہو گئی ہیں اور پھر انکا پتہ اسوقت تک نہیں ملا جب تک وہ عیسائی ظاہر نہیں کیے گئے سادھوؤں کے رنگ میں وعظ کرتے ہیں غرض کوئی طریقہ وسوسہ اندازی کا ایسا نہیں جو اس قوم نے اختیار نہ کیا ہو۔ اب اس فتنہ پر انکی نگاہ ہوتی تو انکو ماننا پڑتا کہ اس فتنہ کی اصلاح اور مدافعت کے لیے کوئی شخص خدا کیطرف سے ضرور آنا چاہیے۔ قرآن کریم کیطرف سے بے توجہی اور لاپرواہی پر نظر کرتے تو کہتے کہ نحن لہ لحافظون کے وعدہ کے موافق ضرور کوئی محافظ قرآن اس وقت آنا چاہیے۔

اور پھر سلسلہ خلافۃ موسوی اور سلسلہ خلافۃ محمدی کی مشابہت پر نظر ہوتی تو ماننا پڑتا کہ اسوقت چودھویں صدی میں ایک خاتم الخلفا ضرور آنا چاہیے۔

اسطرح پر ایک نہیں بہت سی باتیں ہیں جو ان لوگوں کی ہدایت اور رہبری کا موجب ہو سکتی تھیں مگر نفس پرستی کی وجہ سے تعصب اور ضد سے انہوں نے ایسا غور نہیں کیا اور مخالفۃ اختیار کی۔

ان امور کا جو میں پیش کرتا ہوں وہی انکار کر سکتا ہے جو گھر سے باہر نہیں نکلتا اور حجروں ہی میں پرورش پاتا ہو جو شخص کہتا ہے فتنہ نہیں ہوا تو میں اسکو متعصب ہی نہیں سمجھتا بلکہ وہ بے ادب اور گستاخ ہے جس کے دل میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عزۃ و تکریم کا خیال نہیں ہے اور اس سے بجز مخنث کے مگر عقلمند اور دین سے واقف سمجھتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کبھی اس فتنہ کو خفیف نہیں سمجھا اور حقیقۃ میں خفیف نہیں ہے بار بار اس امر پر اسی لیے زور دیتا ہوں کہ لوگوں کو اس امر پر اطلاع ہے ان کا ایک ایک پرچہ اگر دیکھا جاوے تو وہ ایک ایک لاکھ نکلتا ہے وہ وسائل اشاعۃ اور تبلیغ کے جواب پیدا ہو گئے ہیں پہلے کہاں تھے؟ اس سے پہلے رد اسلام میں ایک رسالہ تو دکھاؤ مگر اس صدی میں اگر ان رسالوں اور اخباروں اور کتابوں کو جو اسلام کے خلاف نکلے گئے ہیں ایک جگہ جمع کرو تو انکا ڈھیر کئی میل تک چلا جاوے بلکہ میں بلا مبالغہ کہتا ہوں کہ یہ اونچا ڈھیر دنیا کے بلند ترین پہاڑوں کی اونچائی سے بھی بڑھ جاوے۔ اور اگر انکو برابر سطح پر رکھا جاوے تو کئی میل لمبی لائن ہو۔ اس وقت اسلام شہیدان کربلا کیطرح دشمنوں کے نرغہ میں گھرا ہوا ہے۔ اور اسپر بھی افسوس ہے کہ مخالف کہتے ہیں کہ کسی شخص کی ضرورۃ نہیں

ہم مجادلہ کرنے والے سے بات کرنا نہیں چاہتے اور اس سے بحث کرنا بجز تضیع اوقات اور کچھ نہیں ہے ہاں جو طالب حق ہو وہ ہمارے پاس آئے۔ اور یہاں رہے اور پھر ہر طرح اسکی تسلی و اطمینان کیا جاوے۔ مگر افسوس تو یہ ہے کہ اس قسم کے

لوگ پانے نہیں جاتے بلکہ مخالفت تو
وہ چار دس منٹ میں فیصلہ کر جاتے
ہیں یہ گویا مذہبی قمار بازی ہے۔ اس
طرح حق کھل نہیں سکتا۔ آپ خود
سوچیں کہ عیسائیت اسلام کو مغلوب
کرنے کے واسطے کسقدر زور لگا رہی ہے
کلکتہ کے بشپ نے لندن جا کر جو تقریر
کی ہے اس سے صاف پایا جاتا ہے
کہ کوئی آدمی گورنمنٹ انگلشیہ کا سچا
خیر خواہ اور وفادار نہیں ہو سکتا جب
تک وہ عیسائی نہ ہو۔ ایسی تقریروں
اور بحثوں سے کیا یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ
عیسائی بنانے کے لیے کسقدر کوشش
یہ لوگ کرنی چاہتے ہیں اور انکی نیت
میں کیا ہے؟ وہ صاف چاہتے ہیں
کہ کوئی مسلمان نہ رہ جاوے بلکہ عیسائی
مشنری بولنے اس امر کو بھی تسلیم کیا ہے
کہ جسقدر اسلام انکی راہ میں روک
ہے اور کوئی مذہب انکی راہ میں روک
نہیں ہے۔ مگر یاد رکھو کہ اللہ تعالے
اپنے دین کے لیے غیور ہے اُسنے سچ فرمایا
ہے **انا نحن نزلنا الذکر و انا له
لحافظون**۔ اس نے اس وعدہ کے
موافق اپنے ذکر کی محافظت فرمائی اور

**مجھے مبعوث کیا**

اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وعدے کے موافق
کہ ہر صدی کے سر پر **مجدد** آتا ہے اس نے
**مجھے** صدی چہار دہم کا **مجدد کیا**۔ میرا
نام کاسر الصلیب بھی رکھا ہے اگر ہم اس
دعوی میں غلطی پر ہیں تو پھر سارا کارخانہ
نبوۃ کا ہی باطل ہوگا + اور سب وعدے
جھوٹے ٹھہریں گے۔ اور پھر سب سے
بڑھ کر عجیب بات یہ ہوگی کہ خدا تعالی
بھی جھوٹوں کی حمایت کرنیوالا ثابت
ہوگا (معاذ اللہ) کیونکہ ہم اس سے تائید
پاتے ہیں اور انکی نصرتیں ہمارے ساتھ
ہیں۔ اب ایک شخص کو بطور وسوسہ کے
یہ اعتراض گذرتا ہے کہ **مسیح آسمان سے
اُترے گا** اور اس کے ہاتھ میں ایک
حربہ ہوگا اور وہ دجال کو جسکے ہاتھ میں خدائی
کی ساری قوتیں ہونگی۔ اور دیوتوں کا پہاڑ
جسکے ساتھ ہوگا وہ قتل کرے گا
اور آسمان سے تو یونہی اُترے گا مگر دمشق
کے منارہ پر آکر سیڑھی کے بغیر وہ اُترے گا
اور دجال مردوں کو زندہ کر دے گا۔ غرض
بہت سی باتیں ہیں جو نزول المسیح کے متعلق
ان لوگوں نے بنا رکھی ہیں۔ اور دجال کیلیے
کہتے ہیں کہ وہ کانا ہوگا مگر یہ دجال اُسکے
لیے یہ نہیں کہہ سکیگا کہ وہ اس لیے کانا ہے
کہ وحدہ لاشریک ہے اللہ سکو ایک ہی آنکھ
سے دیکھتا ہے۔ اب ان باتوں پر اگر دانشمند
غور کرے تو خود اسکو ہنسی آئیگی کہ کیا کہتے
ہیں ہم نے جو کچھ پیش کیا ہے وہ خیالی
امور نہیں بلکہ یقینی باتیں ہیں جن کے ساتھ
نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ ہیں اور تائیدات
الٰہیہ بھی ہیں جو آج نہیں سمجھتا وہ آخر سمجھیگا
اللہ تعالی کے قدر کو کوئی بجھا نہیں سکتا۔
یاد رکھو الفاظ کے معنے کرنے میں بڑی
غلطی کہاتے ہیں بعض وقت الفاظ ظاہر پر
آتے ہیں اور بعض اوقات استعارہ کیطور پر
آتے ہیں۔ جیسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے کہ سب سے پہلے **لمبے ہاتھوں والی**
بی بی فوت ہوگی۔ اور آپ کے سامنے ساری
بی بیوں نے باہم ہاتھ ناپنے بھی شروع کر دیئے
اور آپ نے منع بھی نہ فرمایا۔ لیکن جب
بی بی سودہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوگیا
تو اس کے معنے کُھلے کہ لمبے ہاتھوں والی سے
مراد اس بی بی سے تھی جو سب سے زیادہ سخی
تھی۔ ایسا ہی اللہ تعالے کے کلام میں بھی
آیتیں موجود ہیں جنکے اگر ظاہر معنے کیے جاویں
تو کچھ بھی مطلب نہیں نکل سکتا جیسے فرمایا
**من کان فی ھذہ اعمی فھو فی الاخرۃ
اعمی** اب آپ وزیر آباد میں ہی حافظ
**عبد المنان** سے جو اس سلسلہ کا سخت
دشمن ہے دریافت کریں کہ کیا اس آیۃ کا یہی مطلب
ہے کہ جو اس دنیا میں اندھا ہے وہ آخرۃ میں
بھی اندھا اُٹھایا جاوے گا۔ یا ظاہر پر اسکے
مراد نہیں لیجاتی۔ کچھ اور مطلب ہو۔ یقیناً اسکو
یہی کہنا پڑے گا کہ بیشک اسکے یہ معنی نہیں کہ
کہ ہر اندھا اور نابینا قیامت کو بھی اندھا
اور نابینا اُٹھے بلکہ اس سے مراد معرفت الٰہیہ
کی نابینائی ہے۔

جب یہ بات ثابت ہے کہ الفاظ میں استعارہ
بھی ہوتے ہیں اور حضور صلعم پیشگوئیاں
تو پھر مسیح کے نزول کے متعلق جو پیشگوئی
میں الفاظ آتے ہیں انکو بالکل ظاہری
پر حمل کر لینا کونسی دانشمندی ہے؟
یہ لوگ جو میری مخالفت کرتے ہیں یہ ظاہر
پرستی سے کام لیتے ہیں اور ظن سے کام
لیتے ہیں مگر یاد رکھیں کہ **ان الظن
لا یغنی عن الحق شیئا**۔ اور **ان
بعض الظن اثم**۔ پس اگر بدظنی
سے کام لیتے ہیں اور ظاہر معنوں ہی پر
حمل کرتے ہیں تو پھر انبیوں کو تو نجات
سے جواب ہوگا؟ ہماری سمجھ میں نہیں آتا
کہ یہ لوگ کیوں ناحق ایک ایسی بات پر
زور دیتے ہیں جس کے لیے انکے پاس کوئی
یقینی ثبوت نہیں ہے + یہ لوگ خدا کی
کی کتابوں کی زبان سے محض ناواقف ہیں
اگر واقف ہوتے تو سمجھتے کہ پیشگوئیوں میں
کسقدر استعارات سے کام لیا جاتا ہے
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جب دیکھا کہ
سونے کے کڑے پہنے ہوئے ہیں تو اس سے
مراد جھوٹے نبی تھے اور جب آپکو گائیوں
کا ذبح ہونا دکھایا گیا تو اس سے مراد صحابہ
کی شہادت تھی اور یہ کوئی خاص بات نہیں
عام طور پر یہ قانون الٰہی رویا اور پیشگوئیوں
کے متعلق اس قسم کا ہے دیکھو حضرت یوسف
کی رویا جو قرآن شریف میں ہوئی اس سے
سورج اور چاند اور ستارے مراد تھے۔
یا عزیز مصر کی رویا جس میں گائیاں دکھائی
گئی تھیں اس سے فی الواقع گائیں مراد
تھیں یا کچھ اور۔ اس قسم کی ایک دو
نہیں ہزاروں ہزار مثالیں ملتی ہیں
مگر تعجب کی بات ہے کہ نزول المسیح کے معاملہ
میں یہ لوگ انکو بھول جاتے ہیں اور ظاہر
الفاظ پر زور دینے لگتے ہیں + ان معاملات
میں اختلافات کی جڑ دو ہی باتیں ہوا کرتی
ہیں۔ کہ مجاز اور استعارہ کو چھوڑ کر اسکو
ظاہر پر حمل کر لیا جاوے اور جہاں ظاہر مراد
ہے وہاں استعارہ قرار دیا جاوے اگر پیش
گوئیوں میں مجاز اور استعارہ نہیں ہے
تو پھر کسی نبی کی نبوۃ کا ثبوت بہت مشکل
ہو جاوے گا یہودیوں کو یہی مشکل اور آفت
تو پیش آئی۔ کیونکہ حضرت مسیح کے لیے
لکھا تھا کہ اس کے آنے سے پہلے ایلیا آئیگا +

+ چنانچہ ملاکی نبی کی کتاب میں یہ پیشگوئی بڑی صراحت سے درج ہے۔ یہودی اس پیشگوئی کے موافق منتظر تھے کہ ایلیا آسمان سے آوے + لیکن جب مسیح آگیا اور ایلیا آسمان سے نہ اترا تو وہ گھبرائے۔ باقی آئندہ

# ایک قابل قدر خط

برادرم شیخ صاحب - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ میر مردان علی صاحب اسسٹنٹ اکونٹنٹ جنرل حیدرآباد دکن کا خط خدمت میں بھیجتا ہوں اسے الحکم میں درج کر دیجیے۔ میر صاحب موصوف کا یہ پرائیویٹ خط ہے حضرۃ خلیفۃ اللہ مسیح موعود علیہ السلام کے نام۔ میر صاحب کو نہ خبر ہے اور نہ ان کے گمان میں تھا کہ یہ خط شائع ہوگا میں نے ان سے اجازۃ بھی نہیں لی۔ مگر جو اخلاص اور صدق اور اتباع اور کامل محبت خلیفۃ اللہ سے اور ایک عجیب اسوہ یہ سب باتیں اس مبارک خط میں ہیں میں گوارا نہیں کرسکتا کہ یہ گمنامی کی خاک میں ملجائے۔ مجھے اسکے پڑھنے سے ازبس لذۃ محسوس ہوئی میں چاہتا ہوں کہ دوسرے بھائی بھی اس سے مستفید ہوں۔ اور ممکن ہے کہ کسی غیر پر بھی اسکا اچھا اثر پڑ جائے۔ میں حیران ہوں کہ میر صاحب کی تعریف کروں اور انکے ایمان پر غبطہ کروں یا میر صاحب کے اہل بیت کی تحمید کروں۔ اس بزرگ عورت نے عجیب نمونہ دکھایا ہے۔ میں یقین کرتا ہوں کہ جہاں ہمارے پاک سلسلہ کی تاریخ میں **اولیات** کا ذکر ہوگا عورتوں میں یہ پہلی عورۃ ہوگی جس نے اپنے شوہر سے کہا کہ اُسکا مہر جو پانسو روپے ہیں خدا تعالیٰ کے مسیح کی خدمت میں نذر کیا جائے۔ میں میر صاحب کو مبارکباد دیتا ہوں جن کے گھر کی زیب و زینت ایسی صاحب العقد نیک طینت ایثار صفت سے موصوف عورۃ ہے۔

ای بدیع السموات والارض اس جماعۃ پر احمدی سلسلہ پر اپنی بے انتہا برکتیں نازل فرما ہمارے مردوں اور عورتوں کے دلوں میں صدق اور اخلاص بھر دے اور سب کو سچا علی الاسلام بنادے۔ آمین - والسلام

عبدالکریم - از قادیان ۲۵ جنوری سنہ ۱۹۰۳ء

(وہ خط یہ ہے)

بجالی ملاحظہ عالی جناب حضرۃ اقدس مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوۃ والسلام

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ ہم سب لوگ فضل خدا و طفیل حضور کی مستجاب دعا سے بخیریت عافیت ہیں اور حضور کی خیر و عافیت کے دل و جان سے شب و روز خواہاں۔

میرے مکان میں مجھ سے یہ درخواست کیگئی ہے کہ میں انکا مہر جو پانسو روپیہ ہے اسکو بطرح ادا کروں کہ انکی رقم حضور کی خدمت عالی میں پیش کروں میں انکی اس درخواست سے نہایت درجہ خوش ہوا اور وعدہ کیا ہے کہ میں بسر و چشم اسی طرح انکا مہر انشاء اللہ تعالیٰ ادا کردونگا۔ اور بنظر سہولت و آسانی بندہ نے چند اقساط میں کل رقم ادا کردیجائیگی۔ چنانچہ منجملہ ان کے آج مبلغ پچاس روپے کا منی آرڈر خدمت اقدس میں روانہ کرتا ہوں۔ ہم اور ہمارے جان و مال وقف ہیں اور حضور بالکل مالک مختار ہیں۔

حضور کے ارشاد عالی کے بموجب آیندہ سے برخلاف طریقہ گذشتہ کے کہ ماہوار یا سہ ماہی چندہ کی رقم بھیجنے کا میری طرف سے التزام نہ تھا انشاء اللہ ہر سہ ماہی پر رقم ارسال کرتا رہونگا۔ دوسرے احباب نے بھی ماہانہ و سہ ماہی رقم بھیجنے کا انتظام کرلیا ہے۔ اخبار الحکم و البدر و ریویو آف ریلیجنس کے ذریعہ سے حضور کے حالات معلوم ہوتے رہتے ہیں۔ ارسال عریضہ نیاز میں اکثر اوقات مجھکو اس وجہ سے تامل ہوتا ہے کہ حضور اقدس کے نہایت عزیز و گرامی و مبارک اوقات میں حرج نہ ہو۔ ایسا کوئی دن نہیں ہوتا کہ حضور کی یاد سے خالی گذرتا ہو۔ گھر میں بچے بچوں کو بھی حضور کا مبارک نام یاد ہے اور وہ یاد کرتے ہیں۔ میں نے کسی اخبار میں پڑھا تھا کہ ہماری جماعۃ میں سے کسی بھائی نے کچھ اعتراض کیا تھا ہم سب لوگ نہایت عاجزی کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ کریم و رحیم محض اپنے فضل و کرم سے ہماری جماعۃ سے ہر قسم کی کمزوری کو دور فرماوے۔ نہایت صحیح اور سچا اصول یہ ہے کہ حضور اقدس کے کسی قول و فعل کے لیے کسی دلیل و حجۃ کی ہمکو ضرورۃ نہ ہونی چاہیے حضور کی زبان مبارک و قلم اعجاز رقم سے جو لفظ نکلتا ہے اس کے مقابلہ میں تمام دنیا کے دلائل و منطقی و فلسفی دفتر محض بیکار و ردی ہیں۔ دلائل وغیرہ تو مخالفین و معترضین کے لیے ہیں۔ خداوند جل شانہٗ کے اس فضل عظیم کا شکریہ مجھ سے کسی طرح ادا نہیں ہو سکتا کہ میں بذریعہ براہین احمدیہ کے مطالعہ سے مشرف ہوا جسکو کم و بیش بارہ سال کا عرصہ ہوتا ہے آج تک کبھی کسی مسئلہ میں میرے دل پر شک و شبہ کا کوئی اثر نہ ہوا۔ جو کچھ ارشاد عالی ہوتا ہے کامل یقین و اطمینان کے ساتھ دل و جان سے اسکو تسلیم کرتے ہیں۔ حضور جو کچھ فرماتے ہیں وہ بالکل صحیح ہے اسکے لیے ہمکو کسی دلیل و حجۃ کی حاجت نہیں ہے۔ مخالفین و معترضین کے لیے اسقدر کثیر و بیشمار و بیّن دلائل ہر ایک مسئلہ میں حضور نے تحریر فرمائے ہیں کہ غیر ممکن ہے کہ کوئی معترض قیامت تک ان پاک و مستحکم دلائل کا مقابلہ کر سکے۔ حضور نے تمام دنیا پر عموماً اور اپنی جماعۃ پر خصوصاً جس قدر احسانات اور شفقتیں کی ہیں کہ نہ ان کا شمار ہو سکتا ہے نہ شکریہ ادا ہو سکتا ہے ہمیں کسی طرح کا شک نہیں ہے کہ اگر ہماری جانیں بھی حضور کے قدموں پر نثار ہو جائیں تو ہم حق خدمت سے سبکدوش نہیں ہو سکتے۔ خود حضور اقدس فی نفسہ اللہ جل شانہٗ کی ایک عظیم الشان رحمت و نعمت ہیں کہ جناب عالی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا ایسی رحمت نہ کسی زمانہ کے شامل حال ہوئی نہ آیندہ ہو سکتی ہے۔

ای مبارک سرزمین قادیان تیری خاک پاک مشک و عنبر سے زیادہ بہتر و قابل قدر ہے کہ اللہ جل شانہٗ کا محبوب پیغمبر دن رات تجھ پر حضور کے قدموں پر چلنے پھرنے میں جو گرد پڑتی ہے اگر اسکو جمع کرکے بذریعہ ویلیو پے ایبل ہمارے احباب ہمکو بھیجدیا کریں تو ہم بسر و چشم اُس کے خریدار ہیں۔

ای ہماری جان سے زیادہ گرامی و معظم و مکرم امام خداوند تعالیٰ ہر ایک آن میں اپنی بے شمار برکتیں آپکے شامل حال فرماوے۔ بجالی خدمت حضرۃ مولوی حکیم نورالدین صاحب والا جناب مولوی عبدالکریم صاحب دعالیجناب میر ناصر نواب صاحب دعالیجناب صاحبزادہ سراج الحق صاحب نعمانی دعالیجناب حکیم فضل الدین صاحب و جملہ برادران جماعۃ کی خدمت میں السلام علیکم۔

صاحبزادہ حضرت بشیر الدین محمود و حضرت صاحبزادہ بشیر احمد صاحب کے مبارک عقد کی بابت میں اور میرے گھر کے لوگ نہایت مسرت کے ساتھ حضور کو مبارکباد دیتے ہیں۔

**خادم دلی مردان علی۔**

# سورۂ جمعہ

## حضرۃ حکیم الامۃ کا وعظ

گذشتہ اشاعت سے آگے

قُلْ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ هَادُوْۤا اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ اَوْلِیَآءُ لِلّٰهِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ۔

کہدو! اے یہودیو! اگر تمہیں یہ ناز اور گھمنڈ ہے کہ تم اللہ کے ولی ہو۔ تو اگر اپنے دعوی میں سچے ہو تو پھر **الموت** کی تمنا کرو۔

یہودیوں کو اس لیے خصوصاً مخاطب فرمایا کہ وہ عیسائیوں کے بالمقابل مشکلات میں نہ تھے۔ اور کتاب اللہ کے وارث تھے چونکہ عمل نہ تھا۔ اور دنیوی لذات اور شہوات پر جو عارضی اور فانی ہیں مرتے تھے اس لیے گدھے کہلائے۔ باایں وہ اس امر کے مدعی تھے کہ نحن ابناء اللہ واحباؤہ لیکن یہ دعوی لوگوں کو حیرت میں ڈالتا تھا۔ اس لیے اس دعوی کی صحت اور عدم صحت کے لیے اللہ تعالے اب اسطرح تحدی کرتا ہے۔ عیسائیوں کیطرح مشکلات میں نہ تھے اس سے یہ مراد ہے کہ عیسائی قوم اپنی کتاب کے متعلق خطرناک مشکلات میں مبتلا ہے اول حضرت مسیحؑ کی کوئی کتاب ہی ان کے ہاتھ میں نہیں ہے۔ اور یہ مشکل بہت ہی خطرناک مشکل ہے پھر دوسری مشکل یہ ہے کہ جو کچھ انکے ہاتھ میں ہے اس کے متعلق یہ قطعی اور یقینی فیصلہ نہیں ہے کہ وہ مسیح کے حواریوں کی ہی ہے کیونکہ لوقا اور مرقس کی بابت تو صاف فیصلہ ہے کہ وہ حواری نہ تھے اور یوحنا کی بابت بھی بہت سے اعتراض ہوتے ہیں اور انہیں الحاقی حصے پائے جاتے ہیں۔ پھر یہ دعوی نہیں کہ وہ خدا کے الہام اور وحی سے لکھے گئے ہیں۔ پھر تیسری مشکل اور ہے کہ انمیں باہم اسقدر اختلاف ہے جو انکو پایہ اعتبار سے ساقط کرتا ہے۔

.......... علاوہ بریں ..........

بہت باتیں انمیں ایسی پائی جاتی ہیں جنکی کوئی اصل ہی نہیں۔ چہارم یہ مشکل ہے کہ جس زبان میں مسیح نے وعظ کیا تھا۔ وہ عبری زبان تھی انکی ماں کی بھی یہی بولی تھی۔ چنانچہ مسیح کے آخری الفاظ جو انجیل میں موجود ہیں ایلی ایلی لما سبقتانی یہ بھی عبرانی ہیں۔ لیکن اس کے مقابل میں یونانی کو اصل سمجھا گیا۔ حالانکہ یہ زبان عبری کے مقابل میں ردی اور کفر سمجھی جاتی تھی یہانتک کہ یروشلم میں یونانی کے متعلق کسی نے فتوی پوچھا۔ کہ کیا اسکو پڑھ سکتا ہوں۔ وہ شخص بھی جو اسوقت پایا گیا کہ رات اور دن کے تمام گھنٹوں میں عبرانی پڑھو پھر اس سے جو وقت بچے اسمیں یونانی پڑھ لو۔ اب اس سے اندازہ کرو کہ یونانی کیسی ذلیل ہوئی تھی۔ اور اس سے کسطرح فائدہ اٹھا سکتے تھے۔ یوسی فس مورخ عبری تھا وہ یونانی جانتا تھا مگر اسے یہ عذر کرنا پڑا۔ کہ یونانی حرام ہے۔ اچھا آدمی اسکو سیکھ نہیں سکتا۔ یوسی فس مستثنی کیا گیا ہے اور اسطرح گویا قوم کا کفر کیا گیا ہے غرض اس قسم کے مشکلات میں عیسائی قوم مبتلا ہے۔ سب سے بڑی مشکل جسکا ابھی میں نے ذکر کیا انجیل کی اصلی زبان کا سوال ہے جسکے حل نہ ہونیکی وجہ سے اناجیل کی حقیقت بہت ہی کمزور اور بے اصل ثابت ہوتی ہے جب یہ پتہ ہی نہ رہا کہ اصل کتاب کس زبان میں تھی؟ تو کتاب کی اصلیت میں کتنا بڑا شک پڑتا ہے! اور یہ ایسی زبردست رد ہے عیسائی مذہب پر کہ اسکا جواب کچھ نہیں دے سکتے۔ چونکہ اصل کتاب ہاتھ میں نہیں ہے بلکہ ترجمہ در ترجمہ ہے اس لیے اس میں غلطیاں در غلطیاں بہیں واقع ہو گئی ہیں اور اسکا اندازہ کرنا بھی اب قریبا ناممکن ہو گیا ہے کہ یہ قوم کس قدر غلطیوں میں مبتلا ہے یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم نے اس کتاب کے متعلق یہی فیصلہ دیا ہے۔

فویل للذین یکتبون الکتب بایدیہم ثم یقولون هذا من عند اللہ لیشتروا به ثمنا قلیلا فویل لہم مما کتبت ایدیہم وویل لہم مما یکسبون۔

غرض عیسائی قوم تو ان مشکلات میں مبتلا تھی اور ہے اسلیے اس قوم کو مخاطب کیا جسکا یہ دعوی تھا نحن ابناء اللہ واحباؤہ ہیں انکو مخاطب کرکے کہا کہ اگر تمہارا یہ دعوے اور زعم ہے کہ تم خدا کے محبوب اور ابنا اور اولیا ہو تو پھر **الموت** کی تمنا کرو۔

اولیاء اللہ نہیں فرمایا اس لیے کہ اللہ تعالی نے پسند نہیں فرمایا کہ ایسی قوم کو جو گدھے سے مشابہ ہو چکی ہے اپنی طرف مضاف کرکے + **الموت** کی تمنی کرو۔ یہ ایک قول فیصل ہے ان لوگوں کے درمیان اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے **بروز** علیہ الصلوۃ والسلام کے درمیان۔ یہاں یہ ہو۔ خدا کے حضور اپنے تئیں راستباز اور مقرب سمجھتے ہو تو پھر آؤ میری موت کے لیے بددعائیں کرو۔ اور منصوبے باندھو کہ میں مرجاؤں۔ پھر دیکھلو گے کہ کون کامیاب ہوتا ہے + چنانچہ غور کرو کہ آنحضرۃ صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے کسقدر کوششیں اور ناپاک منصوبے کیے گئے اور آپ کی جان لینے کے لیے کوئی دقیقہ نہ تھا جو باقی رکھا گیا لیکن اللہ تعالی نے جیسے اپنے وعدہ کو پورا کیا۔ واللہ یعصمک من الناس میں الموت کے معنی آنحضرۃ صلے اللہ علیہ وسلم کی موت کی آرزو اور کوشش کیوں کرتا ہوں۔ اس کا ایک زندہ ثبوت ہے احمد کے مظہر کے دنیا کے تمام سجادہ نشینوں اور مسیحی پڑھنے والوں کو کہا ہے کہ میرے لیے بددعا کرو۔ اور پھر دیکھو کہ وہ کس پر الٹ پڑتی ہے۔ مخالف جو بددعائیں کرتے ہیں انکی بددعائیں انپر لوٹیں گی جو موت کی آرزو کرتے ہیں خود موت کا نشانہ بنیں گے۔ اور آخر انکو ماننا پڑے گا اور یا منافقانہ رنگ میں خاموش ہو جائینگے اور مل مالکہ جو ڈھوں جہاد دکی طرح زندگی بسر کرینگے۔ (باقی آئندہ)

# الدین

سلسلے کے لئے دیکھو نمبر ۳

اسی لئے حکم دیا کہ نزاع نہ کیا کرو ورنہ پھسل جاؤ گے اور فرمایا صبر کرو۔ ایسا صبر نہیں کہ کوئی ایک گال پر طمانچہ مارے تو دوسری پھیر دو بلکہ ایسا صبر کرو اور عفو ہو کہ جس میں اصلاح مقصود ہو۔ سچے مومن بنانا چاہا ہو تو یاد رکھو لا یومن احدکم حتی یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ اسی وحدت کے قائم رکھنے کے لئے نمازوں میں یکجہتی تھی۔ مکہ کا وجود تھا۔ اور اب اسوقت خدا کا کیسا فضل ہے اور کیسی مبارکی کا یہ زمانہ ہے کہ سب سامان موجود ہیں مکالمہ الٰہی ہوتا ہے۔ ایک مطاع مکرم معظم موجود ہے جو اپنے علم چال چلن مخلوق کے ساتھ تعلقات۔ معاشرت اور گورنمنٹ کے ساتھ اپنے معاملات کا نمونہ دکھا کے قوم بنا رہا ہے۔ اس لئے اب کوئی عذر باقی نہیں رہ سکتا۔

بعض لوگ کہتے ہیں یہ کہنے کی باتیں ہیں کرنے کی نہیں یہ انکی غلطی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کوئی امر نہی ایسا نہیں دیا ہے جو انسان کی طاقت سے باہر ہو ورنہ اسکی حکیم کتاب قرآن مجید کا یہ ارشاد کہ لا یکلف اللّٰہ نفسًا الا وسعھا باطل ہوگا اور وہ باطل نہیں ہے۔ متقی اور خدا سے ڈرنیوالا ایسی بات منہ سے نہیں نکال سکتا یہ صرف خبیث روح کی تحریکیں ہیں۔

**احسان** اسکے بعد تیسری بات جبرئیل نے پوچھی ہے جس سے دین کی تکمیل ہوتی ہے اور وہ یہ ہے ما الاحسان؟ احسان کیا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں ایسا اخلاص ہو اور انقطاع ہو کہ گویا اسکو دیکھتا ہے اور اگر اس درجہ تک نہ پہونچے تو کم از کم یہ سمجھے کہ آپ کو اسکی نگرانی میں سمجھو جبتک ایسا نہ ہو وہ دین کے مراتب کو نہیں سمجھ سکتا پس ایسا دین کوئی سلیم الفطرۃ کہہ سکتا ہے کہ اس میں اکراہ کی ضرورت ہے؟ ہرگز نہیں لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی اسوقت بھی ویسا ہی وقت ہے جیسا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ

میں تھا ہدایت کی راہیں کھلی ہوئی ہیں۔ تجربہ۔ مشاہدہ۔ سائنس۔ قوی کا نشو و نما وجدان صحیح فطری قوی رشد اور غی میں امتیاز کرنیکو موجود ہیں۔ رشد کو اقتصاد بھی کہتے ہیں جو افراط اور تفریط کے درمیان کی راہ ہے بہت سے لوگ ہیں جو خاص خاص مذاق میں پڑے ہوئے ہیں بعض ایسے ہیں کہ انکو کہانے ہی کی ایک دہت ہوتی اور وہ اس میں بہت ترقی کر گئے ہیں اور کہتے جاتے ہیں بعض کو دیکھا ہے کہ بچپن میں یہ عادت ہوئی اور پھر بڑہتے بڑہتے بہت سی بد اطواریوں کا باعث بنگئی ایسا ہی لباس میں افراط کرنے والے مکانات میں افراط سے کام لینے والوں کا حال ہے ایسا ہی بعض جمع اموال میں بعض فضول خرچیوں میں بڑہتے ہیں جب ایک کی عادت ڈال لیتے ہیں تو پھر وہ ہر روز بڑہتی ہے غرض افراط اور تفریط دونو مذموم چیزیں ہیں عمدہ اور پسندیدہ اقتصاد یا رشد ہے یہی حال اقوال اور افعال میں ہے اسطرح پر ترقی کرتے کرتے ہم عقاید تک پہونچتے ہیں بعض تو سوسائٹی کے اصول رسم و رواج سب کو اختیار کر لیا اور مذہب کا جزو قرار دے لیا اور بعض ایسے ہیں کہ ساری انجمنوں کو لغو قرار دیتے ہیں غرض دنیا عجیب قسم کی افراط اور تفریط میں پڑی ہوئی ہے رشد اور اقتصاد کی صراط مستقیم صرف اسلام لیکر آیا ہے۔ بعض نادانوں نے اعتراض کیا ہے کہ اسلام تو رشد اور اقتصاد سکہاتا ہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقابلہ کیوں کیا؟ مگر افسوس ہے کہ انکو معلوم نہیں انہوں نے تو تیرہ سال تک صبر کر کے دکہایا اور پھر آخر آپ چونکہ کل دنیا کے لئے ہادی تھے تو بادشاہوں اور تاجداروں کے لئے بھی کوئی نمونہ چاہئیے تہا یا نہیں؟ اب دیکہو کہ غیر قوموں کی لڑائی میں کیا ہوتا ہے جب دشمن سے مقابلہ ہوتا ہے تو بعض اوقات عورتیں بچے مویشی کھیت سب تباہ ہو جاتے ہیں۔

ایسا کیوں ہوتا ہے؟ صرف اس لئے کہ انہوں نے ملکداری کا کوئی نمونہ اور قانون پیش نہیں کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ضرورت کی خود تکمیل کی ہے اور اسی لئے خانہ داری کے اصول الگ بحث کی ہے ان لوگوں کو جو حیض نفاس کے مسایل پر اعتراض کرتے ہیں غور کرنا چاہئیے کہ معاشرت کا یہ بھی ایک جزو ہے۔

غرض ہماری شریعت جامع شریعت ہے جس میں انسان کی فطری حوایج کہانے پینے

لیکر معاشرت تمدن۔ تجارت زراعت حرفت ملکداری اور پیران سب سے بڑہ کر خدا شناسی اور روحانی مدارج کی تکمیل کی یکساں تعلیم موجود ہے یہی وجہ ہے کہ آپ خاتم الانبیاء ہیں یہی باعث ہے کہ اسلام مکمل دین ہے یہ ایک نیا دعویٰ ہے کہ اسلام ہر شعبہ اور ہر حصہ میں کیا تعلیم دیتا ہے۔ چونکہ اسوقت کتاب اللہ موجود ہے اور اسکا معلم بھی خدا کے فضل سے موجود ہے اور اس کا نمونہ تم دیکھ سکتے ہو میں صرف یہی کہوں گا قد تبین الرشد من الغی۔

اسکی راہ رشد کی راہ ہے اور اسکے خلاف خواہ افراط کی راہ ہو یا تفریط کی اس کا نام غی ہے رشد والوں کو مومن۔ متقی۔ سعید کہا گیا اور غی والوں کو کافر منافق شقی۔ فمن یکفر بالطاغوت الآیۃ۔ جو لوگ الٰہی حد بندیوں کو توڑ کر چلے گئے ہیں انکو طاغوت کہا ہے اللہ تعالیٰ کی راہیں جنکو قرآن نے واضح کیا ہے اور آنحضرت نے دکہایا انہیں تو فصم نہیں ہے ادنیٰ درجہ فصم ہے اس سے بڑہکے تو قصم پھر اس سے بھی بڑہ کے تو قطع۔ اللہ وہ اللہ ہے جو تمہاری دعاؤں کو سنتا اور تمہارے اعمال کو جانتا ہے۔

**نزول وصعود** الغرض یہ دین اور اسکا نتیجہ ہے قرب الٰہی جب انسان اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرتا ہے تو چونکہ اللہ نور السموات والارض ہے اس لئے یہ ظلمت سے نکلنے لگتا ہے اور اس میں امتیازی طاقت پیدا ہوتی جاتی ہے۔ ظلمت کئی قسم کی ہوتی ہے ایک جہالت کی ظلمت ہے پھر رسومات عادات۔ عدم استقلال کی ظلمت ہوتی ہے۔ جس جس قدر ظلمت میں پڑتا ہے اسی قدر اللہ تعالیٰ سے دور ہوتا جاتا ہے اور جس قدر قرب حاصل ہوتا اسیقدر ایمانی قوت پیدا ہوتی ہے پس اگر کسی صحبت میں رہ کر ظلمت پہنچتی ہے تو صاف ظاہر ہے کہ وہ قرب الٰہی کا موجب نہیں بلکہ بعد اور حرمان کا باعث ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے تو جسقدر انسان قریب ہوگا اسی قدر اسکو ظلمت سے رہائی اور نور سے حصہ ملتا جاوے گا۔ اسی لئے ضروری ہے کہ ہر فعل اور قول میں اپنا محاسبہ کرو جو پیچھے اور اوپر کے دو لفظ ہیں

جو سائینس والوں کی اصطلاح میں بھی بولے جاتے ہیں اور مذہب کی اصطلاح میں بھی یہاں نیچے نیچے اور اوپر جانے والے چیزوں پر غور کی ہے ڈول جوں جوں نیچے جاتا ہے اسکی قوت میں تیزی ہوتی جاتی ہے اور اسی طرح پتنگ جب اوپر جاتا ہے پہلے اسکا اوپر چڑھانا مشکل معلوم ہوتا ہے لیکن آخر وہ بڑے زور سے اوپر کو چڑھتا ہے یہی اصل ترقی اور تنزل کی جان ہے یا صعود اور نزول کے اندر ہے۔ انسان جب بدی کی طرف جھکتا ہے تو اس کی رفتار بہت سست اور دھیمی ہوتی ہے لیکن پھر اس میں اس قدر ترقی کرتا ہے کہ خاتمہ جہنم میں جا کر ہوتا ہے یہ نزول ہے اور جب نیکیوں میں ترقی کرنے لگتا اور قرب الی اللہ کی راہ پر چلتا ابتداءً مشکلات ہوتی ہیں اور ظالم لنفسہ ہوتا ہے مگر آخر جب وہ اس میدان میں چل نکلتا ہے تو اسکی توفیق پُر زور ترقی ہوتی ہے اور وہ اسقدر صعود کرتا ہے کہ وہ سابق بالخیرات ہو جاتا ہے۔ جو لوگ اس اصل پر غور کرتے ہیں اور اپنا محاسبہ کرتے ہیں کہ ہم ترقی کی طرف جا رہے ہیں یا تنزل کی طرف۔ وہ ضرور اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں الغرض وعظ کا اصل تو مختصر سا تھا مگر مضمون لمبا ہو گیا ہے اس لئے پھر میں مختصر الفاظ میں کہتا ہوں کہ اصل غرض اور منشاء دین کا سعادت اور شقاوت کی راہوں کا بیان کرنا ہے۔ ایمان باللہ ایمان بالملائکہ اللہ کے رسولوں اور اس کی کتابوں نیز ایمان جزا و سزا پر ایمان ہو اور پھر اس ایمان کے موافق عمل درآمد ہو اور ہر روز اپنے نفس کا محاسبہ کرو۔ آخر میں ایک بات اور کہنا چاہتا ہوں اور یہ وصیت کرتا ہوں کہ تمہارا اعتصام حبل اللہ کے ساتھ ہو قرآن تمہارا دستور العمل ہو باہم کوئی تنازع نہ ہو کیونکہ تنازع فیضان الٰہی کو روکتا ہے موسٰے علیہ السلام کی قوم جنگل میں اسی نقص کی وجہ سے ہلاک ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم نے اتباع کی۔ اور وہ کامیاب ہو گئے۔ اب تیسری قوم تمہاری باری آئی ہے اس لئے چاہیئے کہ تمہاری حالت اپنے امام کے ہاتھ میں ایسی ہو جیسے میت غسال کے ہاتھ میں ہوتی ہے تمہارے تمام ارادے اور خواہشیں مردہ ہوں اور تم اپنے آپ کو امام کے ساتھ ایسا وابستہ کرو۔ جیسے گاڑیاں انجن کے ساتھ اور پھر ہر روز دیکھو کہ ظلمت سے نکلتے ہو یا نہیں استغفار کثرت سے کرو۔ اور دعاؤں میں لگے رہو۔ وحدت کو ہاتھ سے نہ دو۔ دوسرے کے ساتھ نیکی اور خوش معاملگی میں کوتاہی نہ کرو۔ تیرہ سو برس کے بعد یہ زمانہ ملا ہے اور آئیندہ یہ زمانہ قیامت تک نہیں آ سکتا پس اس نعمت کا شکر کرو کیونکہ شکر کرنے پر ازدیاد نعمت ہوتا ہے۔

## لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ

لیکن جو شکر نہیں کرتا وہ یاد رکھے۔

## إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ

اب میں ایک تحریک کر کے ختم کرتا ہوں۔ دیکھو یہاں کئی قسم کے چندے اور ضرورتیں ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ چندوں کی کیا ضرورت ہے وہ غلطی کرتے ہیں انفقوا فی سبیل اللہ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے اگر تم اس پر عمل نہیں کرتے تو ہلاک ہو جاؤ گے کئی قسم کی ضرورتیں درپیش ہیں حضرت امام کی تعلیم کی اشاعت اور تبلیغ۔ مہمانوں کی خبر گیری مکانات کی توسیع کی ضرورت۔ مدرسہ کی ضروریات غربا و مساکین رہتے ہیں ان کا انتظام مدرسہ میں غریب طالبعلم ہیں ان کے خرچ کا کوئی خاطر خواہ متکفل نہیں اور مستقل انتظام نہیں اس کے علاوہ اور بہت سی ضروریات ہیں اسی مسجد کا خادم ایک بڈھا ہے اور حضرت اقدس کا ایک سچا خادم حافظ معین الدین جو ایسے لوگوں کی خبر گیری کی ضرورت ہے غرض یہاں کی ضروریات کو مدنظر رکھکر ہر شخص کو جو کچھ اس سے ہو سکے اپنے مال سے کپڑے سے امداد کرنا چاہیئے یہ مت خیال کرو کہ بہت ہی ہو جو کچھ ہو خواہ ایک پائی ہی کیوں نہ ہو ہر قسم کا کپڑا یہاں کام آ سکتا ہے پس یہاں کی ضروریات کو پیش نظر رکھکر ان میں دینے کے لئے کوشش کرو صحابہ کی سوانح پڑھو تا تمہیں معلوم ہو کہ کیا کیا بڑا ایثار تھا جو ان سے ملنا چاہتے ہو وہی راہ اور رنگ اختیار کرو۔ اللہ تعالےٰ ہم تم سب کو اس امر کی توفیق دے کہ ہم سچے مسلمان بنیں اور امام کے

# جہاد کی فلاسفی

یہ ایک خطبہ کا مضمون ہے جو ۲۳ جنوری ۱۹۰۳ء کو مولانا مولوی عبد الکریم صاحب نے پڑھا۔ اور ایڈیٹر نے اپنے طرز پر ناظرین کے لیے لکھا۔

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ الآیۃ

جنگ کرنا تم پر فرض کیا گیا ہے اور وہ تمھاری طبیعت اور خواہش کے خلاف ہے۔

ہمارا یہ مذہب ہے جس پر ہم بصیرت رکھتے ہیں اور اسی پر اللہ تعالیٰ سے معاملہ کرتے ہیں اور اسی پر اللہ کے فضل و کرم کی کرشمہ کی امید رکھتے ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ قرآن خدا تعالیٰ کا زندہ کلام ہے ہر زمانہ میں اس کے احکام زندہ ہیں اور کوئی وقت ایسا نہیں آیا کہ اسکا کوئی حکم مر کر بے ضرورت ثابت ہوا ہو بلکہ ابد الآباد کے لیے وہ زندہ کلام ہے اور ہر حکم اپنے اندر بہت سے مصالح اور خوبیاں رکھتا ہے اور ہر زمانہ میں خدا تعالیٰ کے خاص بندے جو مطہر اور مقدس ہوتے ہیں انکی بہتری اور خوبیوں کو سمجھکر ان پر عمل کرتے ہیں۔

یہ آیۃ جو میں نے پڑھی ہے بالکل سچی ہے بعض نادانوں خصوصاً یورپ کے عیسائیوں بیہودہ قوموں نے حملے کیے ہیں اور جہاد پر بہت بری طرح اعتراض کیے ہیں جو انکی اپنی کمزوری اور فطرۃ انسانی کے علم پر غور نہ کرنے کا نتیجہ ہے۔

میں جہانتک اس مضمون پر سوچتا ہوں اور وحشی سے وحشی اور متمدن سے متمدن قوموں کے حالات پر نگاہ کرتا ہوں تو انکی فطرۃ صاف بتاتی ہے کہ ان میں جنگ کا ایک مادہ موجود ہے اور یہ ایک قوۃ ہے جو انسان میں اللہ تعالےٰ نے ودیعت رکھی ہوئی ہے مگر معترضوں نے جس اصول پر اعتراض کیا ہے اللہ تعالیٰ کی مجید اور حکیم کتاب نے کبھی بھی اس معنی اور رنگ میں اسکو بیان نہیں کیا۔ معترضین کو دیکھنا یہ چاہیے تھا کہ کیا اسلام نے کبھی پیشہ ستی کی ہے اور کیا کبھی اس امر کے لیے تلوار

اسطرح پر کبھی دین کی سچائی اور حقانیت
دل میں گہرا اثر نہیں بٹھا سکتی۔ دین اصل
تعبد اور سلوک الٰہی کا نام ہے جو سراسر
لذۃ اور ذوق ہے جیسے انسان عجیب
خوش رنگ اور خوشبودار چیزوں سے لذت
پاتا ہے اس سے بھی بڑھ کر اللہ تعالےٰ
کی ہستی پر ایمان لانے اور عملی حالت کو
اس ایمان کے مطابق بنانے سے لذۃ
آتی ہے نمازوں میں وہ سرور اور ذوق
پیدا ہوتا ہے کہ اسکی نظیر کسی اور ذوق
میں مل نہیں سکتی۔ اور کسی حسن میں وہ
مزا نہیں ہوتا۔ پھر میں پوچھتا ہوں
کہ کیا یہ لذۃ۔ ذوق اور سکینت تلوار یا
نیزہ سے دلمیں ڈالی جاتی ہے؟ کبھی
نہیں اسی لیے وہ پاک دین جو خاتم
الادیان ہے اور وہ رسول جو خاتم الانبیا
ہے اور وہ کتاب جو خاتم الکتب
ہے سارے لذیذ علوم کو لیکر آئی پھر
کیونکر ہو سکتا تھا کہ ان لذیذ علوم کی اشاعت
تلوار کی دھار یا نیزہ کی انی سے ہوتی۔
اسلام حق ہے اور وہ ذوق ہے پھر تلوار
اور ذوق مساوی کیونکر ہو سکتے ہیں؟
ہرگز نہیں یہی وجہ ہے کہ فرمایا لا اکراہ
فی الدین۔ یہ سچ ہے لیکن ساتھ ہی
ہم دیکھتے ہیں کہ جنگ ہوتے ہیں اور
انسانی فطرت میں جنگ کا نمونہ موجود
ہے تو اس کی حقیقت اور اصلیت کیا ہے؟
بات یہ ہے کہ ایک شریر بد اندیش
بد نہاد قوم بھی ہوتی ہے جو لوگوں کے
امن و آرام میں مخل ہوتی ہے جیسے چور
راہزن اور ڈاکو ہوتے ہیں اور دوسرے
لوگوں کے جان و مال کو خطرہ میں ڈالتے
ہیں اور ان کے امن میں رخنہ اندازی
کرتے ہیں تو دنیوی گورنمنٹ کو اپنا
نظام اور ریاست قائم رکھنے کے لیے
بلکہ استقلال کرنا پڑتا ہے اور ان کے
انتظام میں ہر قسم کی کارروائی کو جائز
رکھا جاتا ہے۔ راستوں کو صاف
کیا جاتا ہے پولیس اور افواج کا تقرر
کیا جاتا ہے صرف اس لیے کہ لوگ امن
سے زندگی بسر کریں۔ اسی طرح روحانی
نظام میں ڈاکو اور قطاع الطریق بھی
ہیں وہ دین سے لذۃ اٹھانے والوں کو تباہ
کرتے ہیں اور زمانہ میں شر اور بدنہادی
پھیلاتے ہیں جب انکی شرارتیں حد سے
بڑھ جاتی ہیں تو روحانی نبوۃ کی گورنمنٹ
ایک تقاضا کرتی ہے کہ انکی سرکوبی کی جاوے
یہ قتال اسی رنگ کا ہے۔ اسی لیے لڑائی
فرض کی گئی۔

جب انسان نتائج سے ناواقف ہوتا ہے
تو وہ ایک ایسے امر کے متعلق جو اسکے لیے
بہتری اور بھلائی کا باعث ہوتا ہے
اپنی کم علمی کے باعث کراہت اور نفرت
کا اظہار کرتا ہے اسی نظارہ کو ھو کرہ لکم
میں بیان فرمایا گیا ہے
میاں غور کرو کہ اگر یہ قتال و جدال جو وقتی
(دفاعی) رنگ میں کیا گیا خدا تعالیٰ کے ارشاد
سے نہ ہوتا تو خدا تعالےٰ کا مرسل ان جنگوں
میں کبھی مظفر و منصور نہ ہوتا۔ ایسی لڑائیوں
میں بسا اوقات ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ
وسلم جنگ کو نکلے ہیں کہ بعض دوستوں کی
مادی آنکھیں ان نتائج کو نہیں دیکھ سکیں
مثلاً جب حدیبیہ کا واقعہ پیش آیا اور آپ
صحابہ کی جماعت کو لیکر مکہ کیطرف بڑھے
ہیں اسوقت ہزاروں آنکھیں ان نتائج تک
نہیں پہونچی ہیں حضور تھا کہ آپ مکہ میں
داخل نہ ہو سکے اور خلاف امید شرائط کو
ماننا پڑا تو دشمنوں نے یہی کہا کہ ہم نے
نامراد واپس کیا ہے اور خلاف مراد شرائط
کو منظور کرا لیا ہے لیکن آسمان پر

**انا فتحنا لک فتحا مبینا**

جلی حروف سے لکھا گیا تھا۔ اور ایسا ہی بدر
میں یونہی ایک قافلہ کے لیے نکلے تھے کون
کہہ سکتا تھا کہ اسمیں صنادید مکہ جو آپ کی
بیخکنی چاہتے تھے پکڑے جائیں گے اور
ابوجہل اور اسکے امثال اسی معرکہ میں ہلاک
ہونگے۔ آخر نتائج نے دکھا دیا کہ جو
کچھ ہونا تھا وہ ہو گیا اللہ تعالیٰ کے ارادہ اور اشارہ
سے کرتا ہے ان تمام واقعات پر نظر کرنے
سے معلوم ہوتا ہے کہ غرض یہ ہے کہ اللہ
تعالیٰ کی ہستی پر شرح صدر کے ساتھ ایک
لذیذ ایمان ہو۔ یہ نہیں کہ جبر یکی اور کیفیت
و کنہ کے متعلق سوالات کا سلسلہ شروع کر دو
بلکہ موقع سرتسلیم خم کرے نتائج خدا
خود دکھا دیتا ہے۔ اسی طرح پر خدا تعالیٰ
کے آخری خلیفہ مرسل برحق پر ناحق یہ
اعتراض کرتے ہیں جو آجکل نصرانی خدا کے
کے آخری نبی برحق پر کرتے ہیں کہ کیوں
جنگ کی اور کیوں یسوع کیطرح ہلاک نہ
ہو گیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو چاہیئے
تھا کہ خود حفاظتی کے لیے تلوار نہ اٹھاتے
یہ کیا بے ایمانی اور بیوقوفی کا اعتراض ہے۔
اسیطرح پر یہودی سیرۃ یہودی منش
ہی خلیفۃ اللہ پر اعتراض کرتے ہیں کہ کیوں
مقدمے کرتا ہے؟ مگر انکو معلوم نہیں
کہ جیسے آنحضرۃ صلے اللہ علیہ وسلم نے کبھی
دین کی اشاعت پر پیشدستی نہیں کی اسی
طرح پر خدا کے مسیح موعود نے کبھی دیوانی
اور فوجداری عدالت میں مسیح موعود کو
سزا دلانے کے لیے کوئی نالش نہیں کی +
بلکہ خود مخالفوں نے ایذا رسانی کے لیے
اسکو عدالت میں پہونچایا۔ کیا کلارک کے
مقدمہ میں یہ خود گیا؟ کبھی نہیں اور جب
اسکو موقع دیا گیا اور قانوناً عرفاً شرعاً
حق تھا کہ اُنسے مواخذہ کرتا اور عدالت
نے بھی پوچھا کہ کیا آپ کلارک پر مقدمہ
کرنا چاہتے ہیں تو اسنے صاف
الفاظ میں کہا نہیں!
پھر محمد حسین کے مقدمہ میں کیا یہ خود گیا؟
اور ٹیکس کے مقدمہ میں آپ پہونچا؟
اسیطرح جسقدر واقعات پیش آئے
ہیں خود اسکو عدالت میں پہونچایا گیا لیکن
یہ کبھی اس نیت سے کہ کسی کو سزا ہو عدالت
میں نہیں پہونچا۔ ہزاروں تحریریں گندی
اور دل آزار گالیوں کی موجود ہیں جن پر
سے قانوناً حق ہے کہ چارہ جوئی کرے
مگر اس نے ہمیشہ عفو سے کام لیا ہے۔
اب اگر کسی ظالم نے باپ سے بچے کو
ہے تو کیا اسنے کوئی حرام کام کیا ہے
جو اعتراض کیے جاتے ہیں۔ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کو سیہزم الجمع ویولون
الدبر کا وعدہ تھا پھر آپکو تلوار اٹھانا
کی کیا ضرورۃ تھی؟ کیا اس وعدہ کی بناء پر
آپ اور آپ کے جانثار صحابہ گھروں
میں ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھے رہتے!

پھر دست با باب رسانیدن چہ معنی دارد ایسے اعتراض کرنے والوں کی عقل دو ماں میٹر اور فراست اور ایمانی قوت پر افسوس آتا ہے کہ یہ مضمون تو پیش پا افتادہ تھا قرآن کریم کے بینات اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت صحیحہ انکے لیے رہ نما تھی۔ وہ سوچتے کہ جو اعتراض ہم مسیح موعود پر کرتے ہیں وہ دوسرے انبیا علیہم السلام اور خصوصاً خاتم الانبیا صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک پر تو نہیں ہوتا

**میںنے بارہا دعوی کے ساتھ اس امر کو پیش کیا ہے کہ مسیح موعودؑ پر کوئی ایسا اعتراض کر کے دکھاؤ جو کسی نبی پر نہ ہو سکتا ہو**

اور میں ہمیشہ اس قسم کے اعتراض سننے کا خواہشمند رہا مگر کبھی نہیں ہوا اور نہ ہوگا۔ مسیح موعود پر اعتراض کرنے سے پہلو معترض کسی نہ کسی نبی پر اعتراض کرے گا۔

غرض بہت سے لوگ ہیں جو ان مقدمات پر اعتراض کرتے ہیں۔ مگر انھیں معلوم نہیں کہ **اعدوا لھم ما استطعتم** بھی قرآن میں آیا ہے۔ آج اس زمانہ میں جو عدل و انصاف اور امن کا زمانہ ہے اس جنگ کی جو تلوار کی جنگ ہے ضرورۃ نہیں رہی۔ اب اسلام کی مخالفت قلم اور زبان سے کی جاتی ہے اس لیے اگر کوئی جنگ ہے تو **قلمی جنگ** ہے جو عدالتوں کے ذریعہ ہوتی ہے۔ ہاں گورنمنٹ نے ہتھیار لے لیے ہیں اور ایسی صلح جو گورنمنٹ کا عہد ہے پھر بھی گورنمنٹ نے دیوانی اور فوجداری عدالتوں کے دروازوں کو عیسائی ہو کر بھی بند نہیں کیا۔ یہ بھی ایک فطرتی قتال ہے کیونکہ فطرۃ کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ گورنمنٹ کا ان عدالتوں کو قائم رکھنا ہی صاف بتاتا ہے کہ فطرتی اصول ٹوٹ نہیں سکتا۔ ہر شخص اپنے دیوانی یا فوجداری حقوق کی حفاظت ان عدالتوں کے ذریعہ کر سکتا ہے۔ پس یاد رکھو کہ خدا کے اس مسیح کا کوئی قول اور فعل منہاج نبوۃ کے خلاف نہیں اگر کسی کے دل میں شک ہو تو اسے چاہیے کہ اس شک کو دور کرے

پھر وہ روش نہ کرے۔ وہ دیکھے کہ مسیح موعود کے منہ سے اور اس کے چال چلن سے بے اختیار وہی سرزد ہوتا ہے جو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے منہ سے نکلتا یا عمل سے ظاہر ہوتا تھا۔ پھر یہ امر بھی قابل غور ہے کہ اگر یہ مقدمے خدا تعالیٰ کے منشا کے خلاف ہوتے تو ہر مقدمہ میں شکست ہوتی مگر خدا کا کتنا بڑا احسان ہے کہ ہر مقدمہ میں اس نے نمایاں فتح حاصل کی۔ اور نصرت پر نصرت کی۔

الغرض کتب علیکم القتال وھو کرہ لکم کو پڑھ کر میں ایسا مسرور اور وقت تھا کہ وقت بیانی اسے ادا نہیں کر سکتی۔ مجھے جو جب میرا محبوب و مولا مسیح موعود قادیان سے نکلا ہے تو میں ایک بزدل بچہ کی طرح رویا تھا۔ کہ خدا کے مسیح کو اسی رسول کی طرح دشمنوں نے مجبور کیا ہے۔ لیکن جب اسکی وہ بزرگی۔ تمجید۔ اور ثنا اور۔ قبال سفر جو اس سفر میں ہوا تو یہی دل میں آیا کہ

کتب علیکم القتال الآیۃ

جب یہ خدا کا مسیح یہاں سے چلا ہے کسکو معلوم تھا کہ خدا کی مشیت در اصل اس کا ذکر پھیلانا چاہتی ہے ہمارے دوست جو ہمراہ سفر تھے انہیں کیا معلوم تھا کہ اسمانی برکات من کل طرف کا وعدہ پورا ہونے میں ہوا ہے وہ ہر سٹیشن اور مقام پر پورا کیا جاوے گا۔

ممکن تھا کہ آپ ایک گمنام مسافر کی طرح چلے جاتے مگر دیکھنے والوں نے دیکھا خدا نے اسکی کیسی تکریم و عزت کی اور اسکی کس قدر تمجید اور تجلیل ہوئی۔ جسنے ہمارے دل کو ٹھنڈا اور مسرور کیا۔

پس ہماری جماعت کو ہر وقت طیار رہنا چاہیے کہ اگر کوئی مقدمہ یا معاملہ پیش آوے جو انکی موٹی عقل کے نزدیک مکروہ ہو کبھی اپنی دانش کو اسکا جج نہ بنائیں۔ کیونکہ انکو کیا معلوم ہے کہ اسکا انجام کیا ہے بلکہ وہ ملائکہ کی طرح **سبحانک لا علم لنا** کا اقرار کریں۔ اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کے ایمان کو ترقی دے کہ وہ شہدا علی الناس ہو جائیں اور انکے اعمال اور اقوال میں خیر و برکت رکھے اور دنیا یقین کر لے کہ فی الحقیقت وہ مثیل ابراہیم خیر و برکت اور رحمت ہیں جسکے یہ ملنے والے ہیں۔ آمین

## معرفت ایک عجیب موقع

جہالت سے بچنے کا یہ خاص موقع ہے

جہالم کے مقدمہ سے خارج ہونیکی خوشی کے علاوہ ہم ان لوگوں کے لیے جو ابتک باوجود تنگی کے پانچ روپیہ پر نہیں خرید سکتے اخبار الحکم کو ایک عجیب موقع دیتے ہیں اور یہ صرف ایک سو آدمیوں کے لئے ہے جن میں درخواست کرنیوالے اپنی جگہ دیانتداری کے ساتھ اپنی حالت وحیثیت کا اندازہ کریں۔ ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ۱۴ تا ۲۲ فروری سنہ ۱۹۰۳ء کو بعنوان تین مقررہ تاریخوں پر جو لوگ منی آرڈر دفتر میں

**تین روپیہ**

کا بھیج دیں گے ایک سال تک الحکم انکو اس رعایتی قیمت پر دیا جاویگا مجرد درخواست پر التفات نہ ہوگی۔ پس آپ اگر ابتک اپنی کم مائیگی کی وجہ سے باوجود شوق کے الحکم خرید نہیں سکے تو ان تاریخوں کو مت بھولیں صرف پہلی سو درخواستوں پر توجہ ہوگی

**بیک کرشمہ دو کار**

ایک سو خریدار اور ...

ہے ایک اور موقع ہے ایک سو اور جدید خریداروں کیلئے ہم یہ تجویز کرتے ہیں کہ جو پانچ روپیہ سالانہ پر بھی الحکم خرید سکتے ہیں مگر ابتک انہیں موقع نہیں ملا وہ اگر ...

فائدہ اٹھایا جائے ہم معاً آخر ہا بیس گے اسلئے ان تاریخوں کو خوب یاد رکھیں یہ رعایت صرف ان لوگوں کے لئے ہے جو ابتک ...

خریدار نہیں ہوئے۔ منیجر الحکم۔